اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

احسن الصناعۃ

فی

تشریح اقسام التوجہ والافاضۃ

فیض، توجہ اور تلقینِ سالکین، ثبوت، ضرورت و اہمیت

بقلم

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت

علامہ سید عبد الحق شاہ ترمذی حنفی سیفی

ناشر

جامعہ امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی

بالمقابل شیل پٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن کراچی

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۲﴾ (یونس ۶۲)

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

احسن الصناعۃ

فی

تشریح اقسام التوجہ والافاضۃ

فیض، توجہ اور تلقین سالکین

ثبوت، ضرورت واہمیت

مؤلف

پیر طریقت رہبر شریعت آفتاب ہدایت

حضرت علامہ صاحبزادہ سید عبدالحق شاہ ترمذی سیفی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

شعبہ نشر واشاعت جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

بالمقابل شیل پٹرول پمپ والی گلی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن نمبر 10 کراچی

نامِ کتاب: احسن الصناعۃ فی تشریح اقسام التوجہ والافاضۃ

مصنّف: فقیر سید عبدالحق شاہ سیفی ترمذی

باہتمام: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

نظر ثانی و تصحیح کنندہ: استاذ العلماء شیخ الحدیث والقران حضرت علامہ مولانا مفتی سید منور شاہ سیفی صاحب شیخ الحدیث جامعہ علیمیہ اسلامیہ (ناظم آباد کراچی)

طباعت:

اشاعتِ اول: صفر المظفر ۱۴۳۸ھ، بمطابق نومبر ۲۰۱۶ء

تعدادِ طباعت:

ہدیہ:

ناشر: شعبہ نشر واشاعت: جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ: بالمقابل شیل پیٹرول پمپ والی گلی، فقیر کالونی نمبر 10 اورنگی ٹاؤن کراچی۔

رابطہ: 0300-2903600

انتساب

سلاسل اربعہ اور خصوصاً فخر الاولیاء پیر پیران صاحب کمالاتِ ظاہریہ و باطنیہ، مقتدائے اولیاء نقشبندیہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور منبع البرکات مستجاب الدعوات اشرف الزائرین اکمل الکاملین قطب المحققین شمس العارفین سراج السالکین امام المجذ وبین سید العارفین سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ سیف الرحمن نور اللہ مرقدہ اور امام الشریعت والطریقت پیر پیران خواجہ خواجگان مرشد مرشدنا حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی نور اللہ مرقدہ اور جگر گوشہ قیوم زماں پیر طریقت رہبر شریعت منبع فیوض والبرکات سیدنا و مرشدنا حضرت محمد سعید معروف بہ حیدری صاحب مبارک اطال اللہ حیاتہ اور شیخ القران والحدیث استاذ العلماء پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا محمد حمید جان سیفی کے مقدس نام ہائے مبارکہ سے منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں، جن کی تعلیم و تربیت اور محنت شاقہ سے مجھ جیسے ناکارہ کو اس رسالے کی تالیف کا شرف نصیب ہوا۔

حررہ : فقیر سید عبدالحق شاہ سیفی

سبب تالیف

علماء ظواہر، جن کا تعلق علمِ باطن کے ساتھ نہیں، ہمیشہ ہی سے اہل اللہ کے معمولات پر اعتراضات کرتے رہے ہیں ۔ مثلاً فی زماننا توجہ اور لطائف کی حرکات اور ذکر قلبی، مراقبات، و دیگر معاملات . تو میں نے اللہ کے فضل و کرم سے اور اولیاء کرام کی توجہات کی برکات سے ان میں سے سب سے پہلے توجہ پر کام شروع کیا۔ اللہ جل شانہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے اپنے دربار میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

حررہ : فقیر سید عبدالحق شاہ سیفی

پیش لفظ

لفظ توجہ باب **تَفَعُّلٌ** کا مصدر ہے ۔جو وَجہٌ سے مشتق ہےاور اس کا معنی کسی کی طرف مڑنا، دیکھنا، کسی کی طرف چہرہ کرنا، متوجہ ہونا۔

صوفیاء کرام کی اصطلاح میں توجہ سے مراد یہ ہے کہ شیخ کا اپنے باطنی کمالات کو اپنے مرید کے باطن میں ڈالنے اور بعض اوقات مرید کو شیخ اپنے سامنے بٹھا کر فیض اس کے لطائف میں منتقل کرتے ہیں۔مرید اور شیخ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔اس عمل کو توجہ کرنا کہتے ہیں۔

اس کی حقیقت یہی ہے کہ صاحب توجہ جس کا باطن وظاہر ذکراللہ کے نور، لطائف کی تاثیر، شیخ کامل کی توجہ اور نسبت کی برکت سے اس قدر منور ہو چکا ہوتا ہے کہ کبھی وہ اپنی انگلی سے، کبھی اپنی نگاہوں سے، کبھی اپنے لطائف کی قوت سے سالک اور مرید کے سینے میں منتقل کرتا ہے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ علماء ظاہر میدانِ تصوف وطریقت کے شہسوار نہ ہونے کے باوجود توجہ پر مختلف قسم کے اعتراضات اور افترآت باندھتے ہیں۔اور ارباب تصوف ہونے کے دعویدار لوگ بھی توجہ کی اہمیت کے منکر ہیں۔ان کے ہاں توجہ فرضی اور فیض، زبانی کلامی کسی چیز کو کہتے ہیں۔اور اس کا کوئی عملی وجود ان کے ہاں نہیں ہے۔حالانکہ تصوف سارا ہی عملی اور پریکٹیکل ہے۔ان لوگوں نے چند زبانی اوراد کو تصوف کا نام دے رکھا ہے۔اس لیئے بڑے بڑے آستانوں میں خلافت اور علم باطن کی اشاعت کی اجازت چند لوگوں کو حاصل ہوتی

ہے۔حالانکہ اکابر اولیاء اللہ کا سلسلہ خلافت کی ایک کڑی کو کہتے ہیں۔

زیر نظر کتاب توجہ کی اہمیت اور اقسام کے حوالے سے قرآن وحدیث اور اکبر اولیاء اللہ سے توجہ کے ثبوت اور اقسام کے حوالے سے **محققِ دوراں، پیرِ طریقت منبع علم و حکمت مفتی سید عبدالحق شاہ ترمذی سیفی** کی محققانہ کاوش ہے۔یہ سالکین وخلفاء کے لیئے بھی مفید ہے کہ وہ توجہ کی عملی صورت کے ساتھ ساتھ اس کی علمی حقیقت بھی جان سکیں گے۔اہل علم اور متردد لوگون کے لیئے نفع بخش ہے کہ وہ خالی الذہن ہو کر اس کتاب کو پڑھیں اور توجہ کی برکات حاصل کریں۔اور اولیاء اللہ کی صحبت اور توجہ حاصل کریں۔صاحبِ قال کے ساتھ ساتھ صاحبِ حال بھی بنیں۔تو عوام الناس میں اپنا کھویا ہوا مقام بحال کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

الفقیر العباد:

علامہ غلام حسین سیفی 0321-2022587

خادم علوم عربیہ دارالعلوم حنفیہ غوثیہ طارق روڈ کراچی

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت وجماعت وصوفیاء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ خانقاہوں اور آستانوں میں کاملین اولیاء کرام کے حضور میں مریدین کو جو توجہات کی جاتی ہیں آیا اس کی اصل ہے اور توجہ کی کتنی اقسام ہیں؟

(المستفتی محمد افضل حنفی سیفی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ومنہ الصدق والصواب

الحمد للہ الذی رفع اھل الحق ووضع اھل الباطل واحق الحق وابطل الباطل والصلٰوۃ والسلام علی نبینا وسیّدنا وسندنا ووسیلتنا فی الدارین محمّد النبی المکمل الاکمل وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ الذین جاھدوا لاحقاق الحق وابطال الباطل ورفعوا الحق ووضعوا الباطل وعلیٰ التابعین الذین ناظروا لاظھار الحق واخفاء الباطل وعلیٰ تبعھم الذین لایخافون لومۃ لائم فی احقاق الحق الراسخ وابطال الباطل الزائل اللّٰھمّ انا نسئلك الفتح والغلبۃ فی المناظرات مع اھل الباطل بجاہ الرسول الاکمل ﷺ امابعد!

توجہ وتصرفِ مشائخ کرام:

انسان گوشت پوست کا بنا ہوا ہے، دھڑکنے والا دل رکھتا ہے، یہ متاثر کرتا بھی ہے اور متاثر ہوتا بھی ہے۔ متاثر کرتا ہے اچھے اخلاق سے، عقلمندی سے، علم سے، ایثار وقربانی سے، تواضع سے

یعنی اگر اخلاق حمیدہ اس کے اندر ہوں تو دوسرے لوگ اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ اگر اس کے اندر قوت ارادی بڑھ جائے تو اس کے متاثر کرنے کی صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے، جس بندے میں بھی قوت ارادی بڑھ جائے تو وہ دوسروں کو متاثر کرلیتا ہے حتی کہ مسمریزم وہپناٹزم وغیرہ کا عمل کرنے والے بھی اسی سے کام لے کر لوگوں کو اپنا گرویدہ بناتے ہیں۔ شریعت میں اس کو،،نظر کا لگ جانا،، کہتے ہیں حدیث پاک میں ہے العین حق ،،نظر لگ جانا حق ہے،، یہ عداوت، حسد، کینہ کی وجہ سے یا پیار سے دیکھنے کی وجہ سے لگ جاتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو نظر لگی اور آپ ﷺ نے اس کے اتارنے کا طریقہ بتایا۔ بہرحال ہم نظر لگنے کو شرعاً حق مانتے ہیں۔

تو اب سوچنے کی بات ہے کہ جس نظر کے اندر عداوت ہو، دشمنی ہو، حسد ہو جب وہ لگتی ہے تو جس کے اندر شفقت ہو، رحمت ہو، اخلاص ہو، تو یہ نظر دوسرے پر اثر کیوں نہیں دکھا سکے گی۔ بہرحال اچھی نظر کے لگ جانے کو توجہ کہتے ہیں۔ اب بری نظر سے تو کوئی شخص بھی انکار نہیں کرسکتا کیونکہ حدیث پاک میں اس کا ذکر ہے (foot note حوالہ لکھنا ہے 1)

امام ابنِ کثیر نے نظر لگنے کے متعلق 25 احادیث وروایات ذکر کی ہیں۔

اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر بندے کے دل پر جو اثر ہوتا ہے، یہ اصل میں ان کی توجہ ہوتی ہے اسی وجہ سے سالک نیک بننے اور گناہ چھوڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ حدیث پاک سے بھی ثابت ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کی توجہ نقطہ کمال پر تھی، اگر کسی ایک نظر رحمت پڑتی تو اسے دھو کر پاک وصاف بنا دیتے اور آپ ﷺ کی ایک صحبت دل کی کایا پلٹ کر رکھ دیتی تھی، لوگ مردہ آتے تھے مسیحا بن کر لوٹتے تھے اور اہل طریقت بھی اسی فیضانِ نبوت کے

ذریعے سالکین کے دل پر ان کی اصلاح کیلئے اثر ڈالتے ہیں۔تصوف وسلوک القائی اورانعکاسی عمل ہے،اس لئے اس راہ پر چلنے اورحصول ترقی کیلئےصحبت ومحبت شیخ ضروری ہےاورشیخ سے اخذفیض اورحصول توجہ کیلئے اعتمادعلی الشیخ نہایت ضروری ہے،توجہ،تصرف ،ہمت اورجمع خاطراس سلسلے کی خاص اصطلاحات ہیں اوران کاماخذ کتاب الٰہی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ای تغلیب ملکیۃ علی بشریۃ ۔

(تفسیر تبصیر الرحمٰن)

ترجمہ:ہم نےعیسیٰ علیہ السلام کی تائید پاک روح سے کی یعنی وصف ملکیت کوبشریت پر غالب کردیا۔

حدیث نبوی ﷺ سےاسی حقیقت کی تائیدہوتی ہے:

قال النبی ﷺ اللھُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ۔

(رواہ مسلم ج۴ص ۱۹۳۳باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

ترجمہ:حضور ﷺ نے(حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حق میں) دعا کی کہ یااللہ!ان کی مدد پاک روح (یعنی جبرئیل علیہ السلام) سے فرما۔

فائدہ:درج بالا آیت اورحدیث سے تائیدوتاثیرباطنی ثابت ہوئی۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تائید باطنی یوں ظاہر ہوئی کہ اوصاف ملکیہ سے متصف ہوئے اورملائکہ کی دنیامیں جا آباد ہوئے اوروحی کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تائید سے یقیناً تائید باطنی مراد ہے۔حضور ﷺ نے دعافرمائی کہ اے اللہ حسان (رضی اللہ عنہ) کے دل میں جبرئیل علیہ السلام کے القاء والہام سے کفار کی توہین کرنے کی قوت پیدا کردے تاکہ وہ ایسے اشعار کہنے

پر قادرہوجائیں۔

قرآن مجید سے القاءاورتصرف باطنی کی چند مثالیں:

قال اللہ تعالیٰ: اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۔

(ال عمرٰن ۱۰۳)

ترجمہ: جب تم آپس میں دشمن تھے،اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کردیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہوگئے۔

وقولہ تعالیٰ :اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(انفال آیت ۱۲)

جب اے محبوب تمہارارب فرشتوں کووحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کوثابت رکھو

ایمان والوں کی ہمت بڑھانے اورانہیں ثابت قدم رکھنے کی صورت کیاہےجس پر فرشتوں کو مامور کیا گیایہی کہ ان کے دلوں میں ایسی قوت کا القا کریں کہ ان کے دل قوی ہوجائیں اورکفار کامقابلہ پوری دل جمعی سے کریں۔

مسئلہ: جومواقع شریعت مطہرہ میں جائزاورمحمودہیں ان میں توجہ اورتصرف کا استعمال جائزاورامراض باطنیہ(حسد،کینہ وغیرہ)میں اورسلب امراض اورکشف ونسبت وغیرہ میں جائز ومستحسن اورکسی کے دل پرزورڈال کراس کے دل کاحال معلوم کرنے یااس سے کوئی رقم حاصل کرنے وغیرہ میں ممنوع ہے۔

حکایت: مثنوی شریف میں مولانا رومؒ نے اس واقعے کونقل فرمایاہے:ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے ساتھ ایک مقام پرتشریف فرما تھے۔صحابہ

کرامؓ نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ ! پانی نہیں ہے اور ہم کافی زیادہ پیاسے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ میں سے کوئی ایک چلا جائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مبارک کو لے آئے۔ صحابہ کرامؓ میں سے ایک گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے ساتھ لے آئے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ یہ سامنے پہاڑ جو نظر آرہا ہے، اس کے پیچھے تین میل کے فاصلے پر ایک کالا حبشی غلام اونٹنی پر سوار ہے اور پانی کا بھرا ہوا مشکیزہ اس کے پاس ہے، اس غلام کو میرے پاس لے آؤ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس طرف تشریف لے گئے اور اس حبشی کو اسی مقام پر پایا جس کی نشاندہی آپ ﷺ نے فرمائی تھی، تو اسے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا: ''ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ آپ کو بلا رہے ہیں۔'' حبشی غلام نے کہا کہ میں تو آپ کے آقا و مولا کو نہیں پہچانتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں پہچان کرادوں گا۔ حبشی ڈر گیا اور زور سے آواز دینے لگا کہ ''اے لوگو! یہ آدمی مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، مجھے بچاؤ!'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ''میں آپ کو قتل نہیں کرنا چاہتا، بلکہ رسول اللہ ﷺ آپ کو بلا رہے ہیں۔'' آخر حبشی غلام کو آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے حبشی! آپ کہاں جا رہے ہو؟ حبشی نے جواب دیا کہ مجھے میرے آقا نے پانی لینے کے لئے بھیجا تھا، اور میں نے پانی پالیا لیکن ابھی کافی دیر ہو چکی ہے لہٰذا مجھے جانا ہے، کہیں میرا آقا یہ نہ سوچے کہ کسی نے اس کے غلام کو قتل کر دیا ہے۔ لیکن جب حبشی غلام نے آپ ﷺ کی والضحیٰ چہرۂ انور کا دیدار کیا اور آپ ﷺ کے حسن و جمال پر نظر پڑی تو حبشی غلام حیران ہوا اور ہر چیز بھول گیا۔ اور زور سے چلانے لگا اور کہنے لگا، اے میرے بھائیوں، دنیا اور زمین میں میں نے

ایسا چہرہ کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاتھ دو۔ حبشی نے ہاتھ دے دیا تو آپ ﷺ اسے کلمہ پڑھانے لگے، اور وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے حبشی غلام سے پانی کا مشکیزہ لیا اور اس پر اپنی انگلیاں مبارک رکھیں، اصل میں اس وقت آپ ﷺ کا دست مبارک حوضِ کوثر کے ساتھ ملا ہوا تھا اور واسطہ وہ مشکیزہ بنا۔ تمام صحاب کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے وضو بھی کیا اور پانی بھی پی لیا یعنی آپ ﷺ کی انگلی مبارک کی برکت سے اس مشکیزے سے چشمے جاری ہوئے لیکن پھر بھی اس مشکیزہ کا پانی کم نہیں ہوا۔ حبشی غلام نے جب یہ منظر دیکھا تو اس کا عقیدہ اور بھی مضبوط ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب آپ واپس چلے جائیے۔ حبشی نے کہا کہ مجھے اپنے آپ سے جدا نہ کریں۔ حتیٰ کہ مجھے اپنے مالک کے گھر کا بھی پتہ نہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک اس پر ڈالی اور اسے اپنے سینے کے ساتھ لگا کر توجہ اتحادی فرمائی۔ جب حضور ﷺ نے اس سے چادر ہٹائی تو اس کالے حبشی غلام کا کالا رنگ تمام بدن سے ختم ہو چکا تھا، اور اس کا چہرہ سفید چمک رہا تھا۔ تمام حالات اس کے بدل گئے۔ آپ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا کہ آپ کو میرا امر ہے کہ آپ واپس چلے جائیں۔ حبشی غلام اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور چلا گیا۔ وہاں اس کے گاؤں کے پاس اس کا آقا اور اسکے ساتھ کچھ لوگ اسے ڈھونڈنے کے لئے نکلے ہوئے تھے۔ جب اس کے آقا نے اس اونٹنی کو دیکھا تو کہنے لگا کہ اونٹنی بھی وہی ہے، مشکیزہ بھی وہی ہے، صرف آدمی بدلا ہوا ہے، یہ میرا غلام نہیں ہے کیونکہ وہ تو کالا تھا اور یہ تو بالکل سفید اور نورانی چہرہ والا انسان۔ اسکے آقا کو شک ہوا کہ اس کے غلام کو اس شخص نے قتل کیا ہے اور اب اونٹ کو چوری کر کے لے جارہا ہے۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ اس کو پکڑ لو۔ حبشی سمجھ گیا کہ

میرے آقا نے مجھے نہیں پہچانا تو یہ بھی اپنے لئے فکر مند ہوا اور آواز لگائی ''کہ میں وہی کالا حبشی غلام ہوں''۔ تو گاؤں کے لوگوں نے اس کی آواز سے اس کو پہچان لیا۔ حبشی غلام نے تمام واقعہ ان کے سامنے بیان کیا، تو حبشی نے اپنے آقا اور گاؤں کے تمام لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا اور سب کے سب مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(التجلیات الرحمانیہ فی معادن الحقائق الاسلامیہ ج ۱ ص ۳۱۶)

فائدہ: اس واقعہ سے آپ ﷺ کا علم غیب عطائی بھی ثابت ہوا اور توجہ اتحادی بھی ثابت ہوئی جیسا کہ اس کی تفصیل بیان ہوگئی۔

توجہ کے بارے میں ابوالزھراء اویس بن عبداللہ المجتبی الحسینی لکھتے ہیں۔

کیفیۃ التوجہ الی اللطائف والمقامات: (لطائف اور مقامات کی طرف توجہ کی کیفیت)

اعلم ان مشائخنا یتوجھون " اولاً: علی اللطائف وطریقة التوجه أن یجعل الشیخ قلبه حذاء قلب الطالب ملتجئاً الی حضرة الحق ومستمداً من ارواح مشائخ الطریقة ویصرف همته لإلقاء أنوار الذکر التی وصلت إلی قلبه لتصل إلی قلب الطالب حسب استعداده ویتوجه الی جمیع اللطائف مثل ذلك۔

ترجمہ: جان لو کہ ہمارے مشائخ توجہ فرماتے ہیں، سب سے پہلے مشائخ کی توجہ لطائف پر ہوتی ہے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ شیخ اپنے قلب کو طالب (مرید) کے قلب کی طرف کر کے اس حال میں کہ شیخ بارگاہ حق سبحانہ تعالی سے التجا کرنے والا ہو اور مشائخ طریقت کی ارواح سے استمداد لینے والا ہو اور اپنی ہمت کو صرف کرے ذکر کے انوار کے القاء کیلئے جو اس کے سینے سے پہنچتی ہے مرید کے قلب کی طرف، اس کی استعداد کے موافق، اسی طرح تمام لطائف کی طرف توجہ کرے۔

و کذلك یتوجه فی أی مقام من مقامات السلوك وینبغی اولاً أن ینصبغ بأنوار ذلك المقام و کیفیاته ثم یلقیها بصرف همته التوبة إلی زیادة باطن الطالب. و کذلك یتوجه الشیخ إلی المراقبة کل نوع منها بحسبه ویتوجه کذلك لحصول نسبة الجمعیة وحضور القلب۔

ترجمہ: اسی طرح شیخ توجہ کرے گا سلوک کے مقامات میں سے کسی مقام میں، مناسب ہے کہ اول رنگ دے اس مقام کو انوار کے ساتھ اور اسکی کیفیت کے ساتھ، پھر یہ کثرت توبہ کی اِلقاء کرے اپنی ہمت کو صرف کرتے ہوئے طالب کے باطن پر، اور اسی طرح شیخ توجہ کرے گا مراقبے کی طرف اسکی ہر اک قسم سے اندازے کے مطابق اور اسی طرح توجہ کرے گا تا کہ نسبتِ جمعیت اور اسے حضور قلب حاصل ہو جائے۔

وجمعیة القلب عبارة عن زوال الخطرات والحضور عبارة عن توجه قلب الطالب إلی الحق فإن حصلت له نسبة الجمعیة والحضور توجه إلیه لحصول الجذب إلی الفوق فإن حصل له ذلك وظهرت له الانوار التی علامتها توجه القلب إلی اصله فوق العرش و کذلك تصل کل لطیفة إلی اصلها أو یحصل له جذب ببرکة توجه الشیخ الکامل وحصول السرعة فی سیر السالك یکون من دوام استنفاعه بالاذکار والانقطاع عن الخلق ودوام التوجه إلی الله ومن کثرة توجهات الشیخ الکامل ومن قوة استعداد المرید۔

ترجمہ: جمعیت قلب عبارت ہے خطرات (وساوس) کو زائل کرنے سے اور حضور عبارت ہے طالب کے قلب کی توجہ حق سبحانہ وتعالی کی طرف سے اگر اس کو نسبت جمعیت اور حضور حاصل ہو جائے تو یہ حصول جذب کیلئے فوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس جب اس کو یہ حاصل ہو جائیں اور ظاہر ہو جائیں

اس فوق کی نشانیاں اور انوارات تو پھر قلب متوجہ ہوجاتا ہے اپنی اصل کی طرف جوفوق العرش ہے اسی طرح ہر ایک لطیفہ اپنے اصل کی طرف پہنچتا ہے یا اسکو جذب حاصل ہوتا ہے شیخ کامل کی توجہ کی برکت سے، اور سالک کے سلوک میں سرعت کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے اذکار سے ہمیشہ نفع طلب کرتا رہے اور مخلوق خدا سے انقطاع تعلق رکھے ور اللہ کی طرف ہمیشگی کے ساتھ تعلق رکھے یا اسی طرح سیر السلوک میں اسکو تیزی شیخ کامل کی کثرت توجہات اور مرید کی استعداد کی قوت سے بھی ملتی ہے۔

(الاشارات السنیۃ لسالکی الطریقۃ النقشبندیہ ص ۶۸)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہوجائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضربیں ایک سو ایک بار ہونی چاہیئے تا کہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیئے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیئے تا کہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہوجائیں۔(کلیات امدادیہ ص ۱۲ و ص ۵۴)

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شیخ تمام باتوں سے خالی ہو اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس القاء مرید پر منظور ہو متوجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے

ان شآء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہونگی اور لطیفۂ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجا توجہ کرے اور اس طرح انوار مراقبات و لطائف کے القاء میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔(کلیات امدادیہ ص ۵۴)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی ،حنفی ،نقشبندی ،قدس سرہ اپنے مکتوبات میں مکتوب نمبر ۳ میں فرماتے ہیں: عرض داشت آنکہ یارآں کہ این جاندوہم چنین یاران آنجائے ہر کدام بامقام محبوس اند طریق برآوردن آنہا از آن مقامات متعسر ست آن قدر قدرت کہ مناسب آن مقام ست در خود نمی یابد حق سبحانہ ببرکت توجہات علیہ حضرت ایشان ترقی بخشد

ترجمہ: گزارش ہے کہ وہ ساتھی جو یہاں ہے اور ایسے ہی وہاں کے ساتھی ہر کوئی کسی نا کسی مقام پر رکا ہوا ہے ان کو ان مقامات سے باہر نکالنے کا طریقہ مشکل ہے یہ فقیر اپنے اندر اس قدر قدرت نہیں پاتا جو اس مقام کے مناسب ہے اللہ تعالیٰ آپ کی بلند توجہات کی برکت سے انہیں ترقی بخشے۔

شرح: حضرت امام ربانی قدس سرہ اپنے یاران طریقت کے باطنی حالات کا تجزیہ اپنے مرشد بزرگوار کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ احباب جو یہاں سرہند شریف میں زیر تربیت ہیں اور وہ یار جو آپ نے دہلی سے بندہ کی تربیت میں سلوک طے کرنے کیلئے بھیجے ہیں وہ کسی نا کسی خاص مقام پر پہنچ کر رکے ہوئے ہیں اور آگے ترقی نہیں کر رہے ہے یہ فقیر بھی (ابھی تک) اپنے اندر اتنی ہمت اور وسعت نہیں پاتا کہ انہیں اس مشکل سے نکال سکے۔اس لئے یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی توجہات عالیہ کی برکت سے انہیں ترقی عطا فرمائے۔

یاران اینجا سے مراد صوفیائے سرہند شریف اور آپ کے خاص وخدام ہیں یاران آنجا سے مراد صوفیائے دہلی شریف اور وہ خاص خدام ہیں جو حضرت خواجہ قدس سرہ نے منازل سلوک طے کرنے کیلئے حضرت امام ربانی قدس سرہ کے زیر تربیت رہنے کیلئے بھیجے ہوئے تھے۔ یار فارسی زبان کا لفظ ہے جو دوست ،خلیل، محب اور محبوب کے معنی میں مستعمل ہے۔ اصطلاح طریقت میں مرید یا پیر بھائی کو یار کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی رو سے متقین کے باہمی اخلاص وتعلق پر بھی یہ لفظ صادق آسکتا ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار (الزخرف)

اور حدیث مبارکہ این المتحابون بجلالی (ترمذی ص۶۲ ج ۲) بھی اسی مفہوم کی غماز ہے۔

سالکین کی تین اقسام:

منازل سلوک میں سیر کرنے والے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

واقفین راجعین سابقین

واقفین

اثنائے سلوک میں کسی مقام پر تھوڑی دیر کیلئے رک جانے والوں کو واقفین کہا جاتا ہے۔

راجعین

وہ سالک جو زیادہ دیر تک کسی مقام میں رکے رہیں اور ترقی نہ کریں انہیں راجعین کہا جاتا ہے۔ یہ مقام خطرے سے خالی نہیں زیادہ دیر رکے رہنے سے رجعت واقع ہوجاتی ہے اور سالک تنزل کا شکار ہو کر اپنے مقام سے گر جاتا ہے۔

سابقین

وہ خوش نصیب سالکین جو رحمت خداوندی سے ہر آن ترقی پذیر ہوتے رہیں اور قرب و وصل کے مقام تک جا پہنچیں۔ سابقین کہلاتے ہیں۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿١٠﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿١١﴾

اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرّبِ بارگاہ ہیں۔ (سورۃ واقعہ) میں ایسے ہی حال و مقام کی طرف اشارہ ہے۔

دلیل نمبر ۱ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اس مکتوب میں اپنے احباب کی دو حالتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ہمارے بعض ساتھی واقفین ہیں اور بعض سابقین ہیں لیکن ہمارے ساتھی راجعین کے زمرے میں نہیں آتے۔ والحمدللہ علی ذالک۔ آپ قدس سرہ نے احباب کی باطنی تکمیل کے بارے میں جو اپنے عجز کا اظہار فرمایا ہے یہ آپ کی کسر نفسی ہے یا اثنائے سلوک میں ہونے کی وجہ سے اپنی ہمت صرف کرنے کی بجائے اپنے شیخ کی توجہ کو زیادہ مؤثر اور مفید سمجھ کر یہ عرض داشت پیش کی ہے۔

توجہ شیخ کیا ہے۔۔۔۔۔۔؟

شیخ کا اپنی قوت ارادی اور قلبی طاقت سے طالب کے دل پر اثر ڈال کر اس کی باطنی حالت میں تبدیلی پیدا کر دینا توجہ کہلاتا ہے۔

سلوک کی منزلوں میں شیخ ہر سبق کیلئے توجہ کے ذریعے طالب کے لطائف پر فیض القا کرتا ہے اس کو تصرف یا ہمت بھی کہا جاتا ہے۔

توجہ کا ثبوت قرآن وحدیث سے

توجہ کے اس مفہوم کی قرآن وحدیث سے تائید ہوتی ہے جیسے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی توجہ اولاد کیلئے اصلاح احوال کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صٰلِحِينَ ﴿٩﴾

کہ تمہارے باپ کا چہرہ (رخ) صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اس کے بعد پھر نیک ہو جانا (یوسف)

یہاں صالحیت سے مراد اصلاح دینیہ بھی ہے اور دنیویہ بھی (فافہم)

دوسری جگہ ارشاد قرآنی ہے

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ اٰمَنُوا

جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو (سورۃ انفال ۱۲) یعنی ان کی ہمت بڑھاؤ،، فرشتوں کا ایمان والوں کو ثابت قدم رکھنے اور ان کی ہمت بڑھانے کی یہی صورت ہے کہ ان کے دلوں میں ایسی قوت اور جذبہ القاء کریں کہ وہ کفار کے مقابلے میں مضبوطی دکھائیں اور ڈٹ کر لڑیں، یہ عمل بھی توجہ ہی کہلائے گا۔

اسی طرح پہلی وحی کے نزول کے وقت غار حراء میں جبریل امین علیہ السلام کا حضور سرور عالم ﷺ کو سینے سے لگا کر دبانا قوت توجہ اور صرف ہمت کا واضح ثبوت ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔

فَغَطَّنِي حتى بلغ منى الجهد ۔(بخاری ص ۲ ج ۱) یعنی جبریل علیہ السلام نے مجھ (ﷺ) کو دبایا یہاں تک کہ مجھے مشقت پہنچی۔اس حدیث کی شرح میں عارف کامل حضرت عبداللہ

بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔فیہ دلیل علی ان اتصال جرم الغاط بالمغط وضمہ الیہ تحدث بہ فی الباطن قوۃ نوریۃ۔یعنی اس حدیث میں اس امر پر دلیل ہے کہ دبانے والے کا اتصال اس کے جسم سے ہوا جس کو دبایا گیا ہے تو یہ اتصال حصول فیض کا ایک طریقہ ہے جس سے باطن میں ایک قوت نورانیہ پیدا ہو جاتی ہے اور آگے چل کر لکھتے ہیں

وقد وجد ذلك اهل الميراث من اهل الصوفة المتبعين المحققين حتى لقد حكى عن بعض فضلائهم انه اتاه ناس يتكدون عليه فابى عن اجابتهم وكان بحضرته رجل من العوام راعى غنم فدعاه الشيخ فضمه اليه ثم قال له اجب هؤلاء عما سئلوا عنه فاجاب الرجل وابلغ فى الجواب ثم اعرضوا عليه مسائل فبكى يفصل ويمنع ويجيز حتى قطع من حضره من الفقهاء فى البحث ثم دعاه الشيخ فضمه اليه فاذا هو قد رجع الى حاله اولاً لا يعرف شيئاً فقال له رجل ياايها السيد ان الفقراء اذا وهبوا شيئاً لا يرجعون فيه فقال له نعم هو كذلك ولكن ليس لك نسبة فى ذلك الشان ثم بشره بخير وكان كذلك۔

ترجمہ: فیض کا جو فیضان ہے یہ میراث ہے ان صوفیاء محققین کرام کیلئے جو آپ ﷺ مبارک کی کامل تابعداری کرتے ہیں حتی کہ بعض علماء نے حکایت بیان کی ہے کہ ایک اللہ والے کے پاس کچھ علماء (اہل ظاہر) آئے اور ان پر اعتراضات اور سوالات کرنے لگے تو اس اللہ کے ولی نے جواب دینے سے انکار کیا تو ان کی مجلس میں ایک عام آدمی جو کہ بھیڑ بکریوں کا چرواہا تھا اس اللہ والے نے اسے بلوایا اور اسے اپنے سینے سے لگایا (اور توجہ

اتحادی اس کی طرف کی) پھر اس اللہ والے نے کہا کہ ان لوگوں کو جواب دو تو اس چرواہے نے ان لوگوں کو جواب دیئے جو انہوں نے سوالات کیے تھے اور حق جواب دیئے پھر انہوں نے کچھ مسائل پیش کئے تو کسی میں تفصیل بیان کی تو کسی میں ممنوعیت بیان کی اور کسی میں اجازت دی ۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے فقہاء بحث کرنے میں خاموش کھڑے رہ گئے پھر اس اللہ والے نے اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ شخص پہلے کی طرح چرواہا بن گیا جو کچھ نہیں جانتا تھا، تو اس چرواہے نے کہا کہ اے اللہ کے ولی !اے سید!اللہ والے جب کوئی چیز کسی کو عطا کر دیتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہاں بالکل ایسا ہی ہے لیکن تو اس کا اہل نہیں ہے پھر اس اللہ والے نے اسے خیر کی بشارت دی ۔ (بہجۃ النفوس ص ۱۶ ج ۱ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام کا حضرت سیدنا عمر، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، حضرت سیدنا معاذ بن جبل، حضرت ابو محذورہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پکڑ کر، سینے پر ہاتھ رکھ کر، سر سے ناف تک ہاتھ پھیر کر، نظر خاص فرما کر توجہ کے ذریعے احوال و کیفیات بدل دینا تواتر کے ساتھ ثابت ہے ۔

(تفصیلات کیلئے مستدرک ص ۸۴ ج ۳، مجمع الزوائد ص ۶۸ ج ۹، مسند احمد ص ۱۴۹ ج ۱، ابو داؤد ص ۱۴۹ ج ۲، مسند احمد ص ۸۷ ج ۵، ابن ماجہ ص ۵۲)

اسی طرح اولیاء کرامؒ کی توجہات اور تصرفات سے بیشمار انسانوں کے دلوں اور دماغوں میں انقلاب پیدا ہونا، توبہ کی توفیق ملنا اور فیض ولایت حاصل ہونا بھی تسلسل کے ساتھ ثابت ہے جس سے کسی بھی اہل عقل و فہم کو انکار نہیں ہوسکتا۔

دلیل نمبر ۲ شیخ کی توجہ کیلئے طالب اور مرید کے قلب میں قبولیت کی استعداد کا ہونا ضروری ہے اس لئے یہ اعتراض بے جا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ابو طالب وغیرہ پر توجہ کیوں نہ فرمائی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اہل اللہ کی توجہات حکمت خداوندی کے تابع ہوتی ہیں کیونکہ ہدایت اور ضلالت اللہ تعالےٰ کی مشیت پر منحصر ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ اللہ بہت سے لوگوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتا ہے۔ (البقرہ ۲۶)

اقسام توجہ:

صوفیائے کرام نے توجہ و تصرف کی مختلف اقسام بیان فرمائی ہیں جن میں سے تین اقسام زیادہ معروف ہیں۔

۱۔توجہ انعکاسی

جیسے کسی چیز پر شیشے یا روشنی کا عکس اور پرتو پڑنا یا اہل مجلس کا عطر وغیرہ کی خوشبو پانا انعکاسی توجہ کے مشابہ ہے۔ یہ توجہ وقتی اور عارضی ہوتی ہے۔اس قسم کا اثر بھی تھوڑی دیر کیلئے ہوتا ہے اسلئے یہ توجہ اگرچہ ضعیف ہوتی ہے لیکن فائدے سے خالی نہیں۔

۲۔توجہ القائی

اس توجہ کی مثال یوں ہے جیسے کوئی شخص دیئے (چراغ) میں بتی اور تیل ڈال کر لایا تو دوسرے نے آگ لگا کر روشن کر دیا۔ یہ تاثیر کچھ طاقت رکھتی ہے اور کچھ دیر اس کا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب کوئی بیرونی صدمہ پہنچے مثلاً آندھی ، بارش وغیرہ تو اس کا اثر جاتا رہتا ہے اس لئے یہ توجہ کسی حد تک مفید ضرور ہے لیکن لطائف کی مکمل اصلاح نہیں کرسکتی ۔اس لئے مرید کو مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے

-

۳۔ اتحادی:

یہ توجہ سب سے زیادہ قوی ہوتی ہے اس میں شیخ اپنی پوری ہمت صرف کر کے اپنی روح کے کمالات طالب کی روح میں القاء کر دیتا ہے اس طرح کہ دونوں روحیں باہم جذب ہوجاتی ہیں جیسے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نانبائی کو توجہ اتحادی دے کر اس کے ظاہر و باطن کو اپنے جیسا بنا دیا جس کو وہ ضبط نہ کر کے وصال پا گیا۔ (تفسیر عزیزی سورۃ علق)

دلیل نمبر ۳:

اولیائے کرام سے ازالہ گناہ، القائے توبہ، حل مشکلات، سلب امراض اور احیائے اموات کیلئے بھی توجہ ڈالنا ثابت ہے اور یہ معاملہ ان کی کرامات کے زمرے میں آتا ہے۔

طریق توجہ:

شیخ مرید کو سامنے بٹھا کر اپنے قلب کو اس کے قلب پر غالب کرے اور خطرۂ غیر کو اس کے قلب پر آنے سے روک کر جذبہ قلبی کے ساتھ مرید کے دل پر اپنی نسبت القا کرے اور اپنے آپ کو ہر قسم کے خیالات سے خالی کر کے اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں متوجہ ہوجائے جس کو طالب کے دل میں ڈالنا منظور ہو اور اپنی پوری باطنی ہمت کے ساتھ یہ تصور کرے کہ میرے دل سے فیوض و انوار طالب یا مرید کے دل میں سرایت کر رہے ہیں ان شآء اللہ تعالےٰ طالب کی قابلیت اور استعداد کے مطابق اس کو فیوض و برکات حاصل ہونگے اسی طرح مرید کے جس لطیفے میں ذکر جاری کرنا مقصود ہو اپنے اسی لطیفہ کو مرید کے لطیفہ کے مقابل سمجھ کر ہر قسم کے خیال کو دونوں طرف سے روک کر مرید کے دل کو اپنے دل کی طرف کھینچے اور اسم ذات کی ضرب لگائے تاکہ اس توجہ اور ضرب کے اثر سے مرید کے اس لطیفہ میں جنبش پیدا ہو کر ذکر جاری ہوجائے۔ اسی طرح دیر تک

متوجہ رہے اور روزانہ اس عمل کا تکرار جاری رکھے تاکہ توجہ کی تاثیرات راسخ ہوجائیں اور مرید کے دل میں حرارت اور نفیٔ خاطر کی کیفیت پیدا ہوجائے اگر مرید غیر حاضر ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ بھی دی جاسکتی ہے جیسا کہ بعض مشائخ کا معمول منقول ہے۔ صرف ہمت کا مطلب یہ ہے کہ دل میں جمعیت اور یکسوئی رہے اور ارادہ مضبوط رہے تاکہ دل میں اس مراد کے سوا کوئی دوسرا خیال نہ آسکے۔

(البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب نمبر ۳ ص ۱٦۷ تا ۱۷۳)

حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد رفاعی الحسنیؒ فرماتے ہیں:

(الرجل من یربی بحالہ): لامن یربی بمقالہ، واذا جمع بین الحال والقال فھو الرجل الاکمل۔

ترجمہ: مرد وہ ہے جو اپنے حال سے (مریدوں کی) تربیّت کرے نہ وہ جو تنہا باتوں ہی سے تربیّت کرے اور جو شخص حال و مقال دونوں کا جامع ہو (کہ حال سے بھی تربیّت کرتا ہو اور زبان سے بھی، روک ٹوک کرنا، نصیحت کرنا، علوم و معارف بیان کرتا رہتا ہو) وہ تو بڑا کامل مرد ہے۔

(البرھان المؤید، آداب الذکر، ص ۴۳، مکتبۃ المعارف، بیروت)

سراج السالکین سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ فرماتے ہیں

ادخال السرور فی قلب المؤمن کالبحر و سائر العبادات کالقطر

"مومن کے دل میں سرور داخل کرنا سمندر کی طرح ہے اور دیگر عبادات قطرے کی طرح ہے۔"

(مکتوباتِ اشرفی/ پہلا ایڈیشن، ص: ۲۳۹)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ میر برہان شیخ الشیوخ امیر کلالؒ کے حالات میں، جب بزرگ والدین نقشبند سرتاج اولیاء بہاؤالحقؒ نے آپ پر توجہ کی تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر وقت جذب و سکر میں رہتے۔ لوگوں سے قطع تعلق ہوگیا اور کسی کے پاس آرام و سکون نہ ملتا۔ (خزینۃ الاصفیاء ص، ۷۲)

وھم ایشان (حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ) فرمودند کہ: خواجۂ بزرگ (بہاء الدین نقشبند رحمۃ

اللہ علیہ) را در خواب دیدم کہ در من تصرّف کردند و من بیخود بیفتادم۔ چون باخود آمدم، خواجہ از من گزشتہ بودند، خواستم کہ در عقب بروم۔ پیر ھائے من در ھم منی پیچید۔ بہ محنت بسیار بہ خواجہ رسیدم۔ فرمودند کہ مبارکباد۔

ترجمہ: حضرت سیدنا شیخ کبیر خواجہ عبید اللہ احرارؒ یہ بھی فرماتے تھے کہ خواجہ بزرگوار (امام طریقہ بہاء الحق والدینؒ) کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ پر توجہ تصرف فرمائی جس سے میں بیخود ہوکر گر پڑا۔ جب مجھے ہوش آیا تو خواجہ تشریف لے گئے تھے، میں نے چاہا کہ آپ کے پیچھے جاؤں۔ لیکن میرے پاؤں لڑکھڑا گئے۔ بڑی محنت سے خواجہ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو مبارک ہو۔

(نفحات الانس من حضرات القدس، ص، ۴۱۶، مرکز پخش: انشرات علمی، خیابان انقلاب، مقابل دانشگاہ، تہران)

(نفحات الانس ص442)

وھمہ ءمریدان ابوالقصر چنان بودند کہ ایشان را نعرہ ھای عظیم بود، وھر دو ازوی حکایت کردی۔

ترجمہ: حضرت سیدنا شیخ المشائخ خواجہ کاکا ابوالفقیرؒ بستی کے حالات میں ابوقصر کے سب مرید ایسے تھے کہ نعرے بڑے مارا کرتے تھے۔ اور یہ دونوں اپنے پیر کی حکایات بیان کرتے تھے۔

(نفحات الانس من حضرات القدس، ص، ۳۴۳، مرکز پخش: انشرات علمی، خیابان انقلاب، مقابل دانشگاہ، تہران)

(نفحات الانس ص369)

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بہ غلام محمد خان صدور یافتہ در بیان استفسار حالات معہ امر بتوجہ گرفتن ازین جامع مکاتیب نالائق کارو دیگر نوازشات در بارۂ این ناہنجار: خان صاحب عالی مراتب غلام محمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر غلام علی عفی عنہ بعد سلام اشتیاق معلوم نمایند دیر است کہ ورود عنایت نامہ مسرت رسان نگردیدہ امید کہ بہ تحریر احوال خود شادکام فرمودہ باشند درین ولایت صاحب جامع کمالات حضرت رؤف احمد صاحب بعنایت الٰہی طریقہ از فقیر گرفتہ اجازت یافتہ اند مناسب آن نمود کہ ایشان دران ضلع الفت

دارند و طریقہ را رواج بخشند و شمارا اگر فرصت باشد از ایشان توجہ بگیرند بس مناسب است اللہ تعالیٰ بیمن قدم ایشان دران ضلع برکت و آبادی کرامت فرماید والسلام۔

(مکاتب شریفہ، مکتوب بیست و ہفتم، صفحہ ۴۷)

ترجمہ: ”غلام محمد خان (صاحبؒ) کی خدمت میں تحریر فرمایا، حالات کے استفسار، نیز اس جامع مکاتیب، نکمے (حضرت شاہ رؤف احمدؒ) سے توجہ لینے کا حکم فرمانے اور اس ناچیز پر دیگر نوازشوں کے بیان میں: (بسم اللہ الرحمن الرحیم) عالی مراتب خان صاحب غلام محمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر غلام علی عفی عنہ سے شوق بھرے سلام کے بعد معلوم فرمائیں کہ مدت سے آپ کا مسرت رساں عنایت نامہ نہیں آیا۔ امید ہے کہ اپنے احوال لکھ کر خوش کریں گے۔ اس ملک میں کمالات کے جامع حضرت رؤف احمد صاحب نے عنایت الٰہی سے اس فقیر سے طریقت کی اجازت حاصل کی ہے۔ یہ مناسب معلوم ہوا کہ وہ اس ضلع میں الفت رکھتے ہیں، اور وہاں اس طریقے کو رائج کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو اگر فرصت ہے تو ان سے توجہ حاصل کریں، بس مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے قدم مبارک سے اس ضلع کو برکت اور آبادی کرامت فرمائے۔ والسلام“

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بجناب شاہ عبد اللطیف در ترغیب افادہ نمودن ازین ہیچمدان کہ فی الحقیقۃ فیض حضرت ایشان است:

بخدمت شریف شاہ صاحب والا مناقب حضرت شاہ عبد اللطیف صاحب معروف بمیاں ننھے صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ بعد سلام نیاز گزارش مینماید عنایت نامہ بورود مسعود مسرت بخشید با این ہمہ الطاف سلامت باشند یادآوری بزرگان خوردان را موجب سعادت ایشان است امید کہ بدعای خیر حسن خاتمہ و دوام عافیت و سلامت ایمان و مغفرت مدد فرما باشند حضرت میان رؤف احمد پیرزادہ سلمہ اللہ تعالی ازین فقیر طریقہ گرفتہ بشغل و مراقبہ فیض حاصل کردہ اجازت یافتہ اند تاثیر در صحبت

وتوجہ ایشان اللہ تعالیٰ عنایت فرمودہ است فالحمدللہ علی ذلک ایشان را آنجا فرستادہ شدہ تا ہر کہ خواہد از ایشان استفادہ نمایند اللہ تعالیٰ آنچہ گمان بندہ درحق ایشان است صادق فرماید آمین والسلام۔(مکاتب شریفہ،مکتوب سی ام،صفحہ ۴۸)

ترجمہ: ''جناب شاہ عبداللطیف (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا، اس نادان (حضرت شاہ رؤف احمدؒ) سے استفادہ کرنے کی ترغیب میں، جو دراصل حضرت اقدس ہی کا فیض ہے: (بسم اللہ الرحمن الرحیم) بلند مناقب شاہ صاحب، حضرت شاہ عبداللطیف صاحب، معروف میاں ننھے صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت شریف میں سلام نیاز کے بعد التماس ہے کہ آپ کے عنایت نامہ کے ورود مسعود خط پہنچنے نے مسرت بخشی۔ ان تمام مہربانیوں کے ساتھ سلامت رہیں۔ بزرگوں کا چھوٹوں کو یاد فرمانا، ان کی سعادت کا ذریعہ ہے۔ امید ہے کہ خاتمہ بالخیر، ہمیشہ کی عافیت، ایمان کی سلامتی اور بخشش کی دعائے خیر کے ساتھ مدد فرماتے رہیں گے۔ پیرزادہ حضرت رؤف احمد سلمہم اللہ تعالیٰ نے اس فقیر سے طریقہ سیکھ کر شغل ومراقبہ حاصل کر کے اجازت (کی سعادت) پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صحبت وتوجہ میں تاثیر عنایت فرمائی ہے۔ فالحمدللہ علی ذلک۔ انہیں اس جگہ بھیجا گیا ہے تا کہ جو بھی چاہے ان سے استفادہ کرے۔ بندہ کے بارے میں جو گمان ہے، اللہ تعالیٰ اسے ان کے حق میں سچ فرمائے۔ آمین۔''

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بقاضی صدور یافتہ در تقید ذکر ودوام توجہ وانکسار وتعمیر اوقات بمراقبات واذکار: قاضی صاحب شمشیر خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر غلام علی عفی عنہ بعد سلام نیاز واضح می نماید رقیمہ کریمہ رسید مسرت بخشید مندرجہ اش واضح گردید در یاد حضرت حق سبحانہ عمر وانفاس متبرکہ بگزرانند وذکر ودوام توجہ ونیاز وانکسار لازم گیرند وبمراقبہ وتلاوت اوقات خودرا معمور دارند مردمان کہ برای توجہ پیش ایشان بیایند

باید کہ باین فقیر متوجہ شدہ توجہ نمایند وخودرا درمیان نہ بینند۔ مصرع:

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند

والسلام وبدوستان سلام رسانند وتاکید نمایند کہ بر نماز وذکر واستغفار ودرود وتلاوت مواظبت بکند۔

بیت:

بسیار دیدہ ام کہ یکی را دو کرد تیغ
شمشیر عشق بین کہ دو کس را یکی کند

آن شمشیر الٰہی بشمشیر الٰہی بشمشیر محبت خودی را بریدہ اتحادی پیدا می نماید۔(مکاتب شریفہ،مکتوب چہل وچہارم،صفحہ ۵۷)

ترجمہ: ''قاضی (شمشیر خان رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا ذکر دوام توجہ اور انکسار کی پابندی اور مراقبات واذکار سے اوقات کو آباد کرنے کے بیان میں: (بسم اللہ الرحمن الرحیم) قاضی صاحب شمشیر خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر غلام علی عفی عنہ کی طرف سے سلام نیاز کے بعد واضح فرمائیں کہ آپ کا عنایت نامہ ملا، خوشی ہوئی۔ اس کے مندرجات سے آگاہی ہوئی۔ حضرت حق سبحانہ کی یاد میں عمر اور مبارک سانسیں گزاریں، ذکر دوام توجہ اور نیاز وانکساری کو لازم پکڑیں۔ اپنے اوقات کو مراقبہ اور تلاوت سے لبریز رکھیں۔ جو لوگ توجہ کے لئے آپ کے پاس آئیں چاہیئے کہ اس فقیر کی طرف متوجہ ہو کر توجہ کریں اور خود کو درمیان میں نہ دیکھیں۔ مصرع: ہم اور تم کا بہانہ ختم کر دیا گیا ہے۔

والسلام۔ دوستوں کو سلام پہنچائیں اور تاکید کریں کہ نماز وذکر، استغفار، درود اور تلاوت کے ہمیشہ پابند رہیں۔ شعر: میں نے اکثر دیکھا ہے کہ تلوار نے ایک کے دو ٹکڑے کئے
لیکن عشق کی تلوار کو دیکھ! جو دو آمیوں کو ایک بنا دیتی ہے۔

وہ شمشیر الٰہی محبت کی تلوار سے خودی کو کاٹ کر ایک اتحاد پیدا کر دیتی ہے۔

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نیز بایں جامع مکاتیب صدور یافتہ درتقید توجہات نمودن بحال مولوی حبیب اللہ صاحب معہ نصائح دیگر: حضرت سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ مولوی حبیب اللہ بخدمت میرسند بحال ایشان توجہات فرمایند تا حضور وجمعیت وجذبات وواردات وتہذیب لطائف وتبدل رذائل بحماید وتفویض وتسلیم ورضا ومقامات عشرہ صوفیہ حاصل شود وازاحوال خود ومستفیدان نوشتہ باشند واز ورد واہب العطیات سرنیاز والتجا حرکت نکند انت حسبی فلاتکلنی الی نفسی طرفۃ عین موطاء امام محمد وسنن ابو داود وابن ماجہ وترجمہ حضرت عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وآنچہ از کتب تحصیلی میسر شود درکار است بتوجہ ودعا وہمت درین وقت پیری وضعف مدد فرما باشند جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

(مکاتب شریفہ، مکتوب ہشاد وسیوم، صفحہ ۱۰۷)

ترجمہ: ”نیز اس جامع مکتوب (حضرت شاہ رؤف احمد مجددیؒ) کو تحریر فرمایا، مولوی حبیب اللہ صاحبؒ کے حال پر توجہات کی قید لگانا، معہ دوسری نصیحتوں کے بارے میں: حضرت سلامت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مولوی حبیب اللہ خدمت میں پہنچ رہے ہیں، ان کے حال پر توجہات فرمائیں، تاکہ انہیں حضور وجمعیت، جذبات وواردات، لطائف کی اصلاح، برائیوں کی (نیکیوں میں) تبدیلی ہاتھ لگ جائے اور تسلیم ورضا اور صوفیہ کے مقامات عشرہ حاصل ہو جائیں۔ اپنے اور مستفید ہونے والوں کے حالات لکھ کر بھیجیں اور عطیات بخشنے والے (رب قدوس) کی درگاہ سے سرنیاز اور التجا کو (ادھر ادھر) حرکت نہ دیں (یعنی ہر وقت اس کے حضور سر جھکا کر التجا کرتے رہیں)۔

انت حسبی فلاتکلنی الی نفسی طرفۃ عین (مظہر جمال مصطفائی ۳۱۴)۔

یعنی: (اے اللہ!) میرے لئے (تو ہی) کافی ہے، پس تو مجھے پلک جھپکنے کی دیر تک بھی میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔

آپ توجہ، دعا اور ہمت سے اس بڑھاپے اور ضعف کے وقت میں (میری) مدد فرماتے رہیں۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔“

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بہ سید احمد بغدادی در جواب عریضہ ایشان معہ احوال خانقاہ عرش اشتباہ وطریقہ توجہ نمودن وبیان مقام اجازت طالبان: بخدمت شریف سیادت ومنقبت مرتبت صاحبزادہ عالی نسب حضرت سید احمد بغدادی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون ودعای برآمد مطالب ترقی درجات واضح می نماید الحمد للہ کہ فقیر بعنایت الٰہی سبحانہ بخیریت است وشب وروز بحلقہ ومراقبہ باتباع پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اوقات خوش دارد وطالبان گاہی صد وہفتاد گاہی ازان کم بالفعل صد وچہل باشندمی باشند درین کثرت توجہ کم میشود لیک می گویند مارا فائدہ می شسد اگرسی کس بنوبت بیایند توجہ جذب وحضور وواردات حاصل شود بسیار باینہا گفتہ است وآنجناب ہم فرمودہ بودند پٹھانان خودرائی کردہ اند ومی کنند باکود بد فرمایند درعمر ہمین بالقای نور وجمعیت وحضور شغل نمودہ ام اللہ تعالیٰ قبول فرماید وبفضل خود بواسطہ آنجناب ودیگر مردم کہ بعنایت الٰہی فیضہا یافتہ اند طریقہ مراپایدار وباقی دارد وعنایت نامہ دیروز سید مسرتہا بخشید درآمدن خطوط بسیار خوش میشوم شدت انتظار مکدر داشتہ بود الحمد للہ کہ بعنایت الٰہی بواسطۂ تحریر آنجناب رفع شد از ترقیات باطن شریف ومستفیدان نوشتہ باشند ہمت وتوجہ بالتجا بجانب حضرت حق سبحانہ بواسطۂ مشایخ کرام رحمۃ اللہ علیہم وخود را درخیال این فقیر را متخیل نمودہ در ترقی طالبان سعی نمایند ہرگاہ حضور وجمعیت وتوجہ وجذبات وواردات لطائف علام آمر را دریابد توجہ برلطیفۂ نفس نمایند پس بلطائف عالم خلق ودیگر درجات باید نمود کسی را حضور قلب ولطیفہ نفس حاصل

شودقاب اجازت است وآنچہ ازتقدیر ملائم وناملائم ظہور نماید شکر واستغفار لازم شناسند مطالعہ وملاحظہ بکنند کہ این ناموافق چرا رسیدہ وازان احتراز واجب شناسند حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب سلمہم اللہ تعالی یکسال درین جا بودہ بوطن رفتند (خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین، الاعراف:۱۹۹) خلق کریم خود نمایند ومرا در دعا یاد دارند چہ خوش بود کہ در بغداد شریف وآن دیار بعافیت رسیدہ اشاعت طریقہ فرمایند از دوستان سلام وبدوستان سلام رسانند۔

(مکاتب شریفہ، مکتوب صدو چہارم، صفحہ ۱۰۷)

ترجمہ: ''نواب شمشیر خان (صاحبؒ) کو ظاہری و باطنی ترقیوں کی دعا اور ان کے عریضہ کے جواب میں بعض تحریر فرمائے: (بسم اللہ الرحمن الرحیم) نواب صاحب، بلند مناقب، عالی مراتب، مخلصوں پر مہربانی فرمانے والے، تمام مطالب کی ترقی چاہنے والے نواب شمشیر بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ایمان وعرفان میں ایسی ترقی کہ گویا حضرت حق کو مشاہدہ کرتے ہیں، اسلام میں ایسی ترقی کہ ظاہری اعمال میں ایک کامل حصہ حب الٰہی کے ذوق میں بڑھاتے ہیں۔ محبت میں ایسی ترقی کہ دلکشا نالہ سے اندر جلنے کے شوق کو تازہ رکھتے ہیں۔ صداقت میں ایسی ترقی کہ زندگی صدیقوں کے اخلاص پر بسر کرتے ہیں۔ دنیا کے جاہ ودولت میں ایسی ترقی کہ جہاں کو کام بکشی سے معمور رکھتے ہیں۔ عافیت اور کامیابیوں کے لئے دعا کی جاتی ہے اور کامیابی نہیں ہوتی، مگر ان ترقیوں کے حصول سے اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان مطالب سے بہرہ کامل عطا فرمائے اور دوام اذکار اور تمام اشغال کو ان مقاصد سے محظوظ فرمائے۔

دو دن ہوئے کہ آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا اور (اس نے) آپ کی بلند صفات والی شخصیت کی خیریت کی خبر دے کر خوشی بہم پہنچائی۔ الحمدللہ! لکھا تھا کہ تین آدمی حافظ قرآن مقرر کرکے باندہ میں

بھیجے گئے ہیں۔ ہر آدمی بیس پارے ہر روز تلاوت کرتا ہے۔ اتنی تلاوت مشکل ہوجاتی ہے دو وقت میں منزل پڑھنا آسان رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہی پسند ہے۔ لیکن ہمارے بزرگوں میں خلیفہ رسول اللہ ﷺ امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں ختم فرماتے تھے۔ حضرت غوث الثقلین (شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت خواجہ معین الدین (چشتی) رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک ختم قرآن فرمایا کرتے تھے۔ اربابِ شوق ومحبت جینا عبادت میں گزارتے ہیں۔ بغیر بندگی کے زندگی کام نہیں آئے گی۔ والسلام۔

اللہ تعالیٰ ہر جگہ خوش وخرم رکھے، کہ آپ چشم عنایت کا گوشہ فقیروں کے حال پر رکھتے ہیں۔ اہل خانہ اور تمام عزیزوں کی خدمت میں سلام، شوقِ ملاقات، تاکیدِ نماز وذکر، (حضرت) محمد ﷺ پر درود وسلام، استغفار، کلمات طیبات اور آنجناب کی رضا (ملاحظہ) فرمائیں۔''

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کہ آنحضرت ﷺ روزے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ را امر کردند کہ چادر خود دراز کن ایشان چادر خود دراز کردند پس آنحضرت ﷺ بہر دو دست مبارک خود سہ نوبت نوری انداختند وفرمودند کہ بر سینہ خود بمال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمچنیں کردند حق تعالیٰ قوت حافظہ چناں ایشان را عطا فرمود کہ ہیچ شی از یاد نمیرفت چنانچہ ہفت ہزار و پانصد حدیث از آنحضرت ﷺ روایت کردند پس عرضہ نمودہ شد از ینجا معلوم شد کہ توجہ وہمت نمودن ہم مروی از پیغمبر ست۔ حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ در جواب عارض فرمودند کہ ازیں حدیث القاء مفہوم میشود کہ آنحضرت ﷺ بسینۂ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کردند لیکن توجہ وہمت آنحضرت ﷺ از حدیث دیگر ظاہر وباہر ست کہ ابن کعب رضی اللہ عنہ را خطرۂ جہالت بدل آمد آنحضرت ﷺ دست مبارک خود در انقلب ایشان زدند فی الحال از قلب ایشان آن خطرہ مرتفع شد واز سینۂ آن باطل محو شد وگفت کانی انظر الی اللہ فرقا۔

ترجمہ: حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنی چادر بچھاؤ۔ انہوں نے اپنی چادر بچھائی تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارکہ سے تین دفعہ اس چادر میں نور ڈالا اور فرمایا کہ اس کو اپنے سینے کہ ساتھ لگاؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو اپنے سینے سے لگایا تو اللہ جل شانہ نے آپ ؓ کو ایسی قوت حافظہ عطا فرمائی کہ کوئی چیز آپ سے نہ بھولتی تھی، جیسا کہ ۷۵۰ احادیث مبارکہ انہوں نے آپ ﷺ سے روایت کی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ توجہ اور ہمت کرنا یہ سب آپ ﷺ سے مروی ہے۔ حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس خط کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے القائے توجہ مفہوم ہوتا ہے جو آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سینہ کی طرف فرمایا۔ لیکن آپ ﷺ مبارک سے توجہ اور ہمت دیگر احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ ابن کعب رضی اللہ عنہ کے دل میں جہالت والی بات دل میں آئی تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پہ مارا تو فی الحال ان کے قلب سے وہ خطرہ اور وسوسہ ختم ہوا اور وہ فرمانے لگے کہ آپ ﷺ کے دست مبارک میرے سینے پہ مارنے سے میرا ایسا حال ہوا کہ گویا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ (حجۃ السالکین فی رد المنکرین، صفحہ ۷۴۶)

مکتوب چہارم:

باین بندہ لاشی عفی عنہ صدور یافتہ در جواب عرضی کہ متضمن بعضی از حالات قلبی بود در بیان حضور بی غیبت مبرا از جہت فوق کہ نسبت نقشبندیہ عبارت ازان است و استہلاک توجہ و ماینا سب ذلک۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔حضرت سلامت رقعہ شریفہ رسید بمضامین مندرجہ اش مسرور گردانید اللہ تعالیٰ شمارا بمقامات وعلوم ومعارف آباء کرام رساند در سیر قلبی تلوینات بسیار پیش مے آید این ہمہ از تلوینات مبارک است سعی فرمایند و بجناب الٰہی سبحانہ التجا نمایند کہ احوال باطن بہ تمکین رسد و حضوری کہ حضرت حق سبحانہ را بذات مبارک است پرتو آن بر باطن شریف

ظہور نماید حضور بی غیبت مبرا از جہت فوق کہ متوہم مے شود دوام پذیرد و شامل جمیع جہات ستہ گردد تا نسبت نقشبندی حاصل شود و از کیفیات وحالات گذشتہ بغیر توجہ تام نقد وقت نباشد بلکہ آنہم مستہلک گردد و این استہلاک علامت تمامی سیر لطیفہ قلبی است والسلام۔

ترجمہ: اس بندۂ ناچیز (حضرت شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو لکھا گیا، اس التماس کے جواب میں جو بعض قلبی حالات پر مشتمل تھی۔ بے غیبت حضوری، جو جہت فوق سے پاک ہے جس سے مراد نسبت نقشبندیہ ہے اور توجہ کو نابود کرنے اور جو کچھ اس کے مناسب ہے کے بیان میں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔حضرت سلامت رہیں۔ (آپ کا) رقعہ شریف ملا۔ اس کے لکھے گئے مضامین نے خوش کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے آبائے کرام اسلاف کے مقامات، علوم اور معارف تک پہنچائے، سیر قلبی میں بہت سے مقامات پیش آتے ہیں، یہ سب مقامات (فقر) ہیں۔ کوشش فرمائیں، اور جناب الٰہی سبحانہ میں التجا کریں کہ باطنی احوال (مقام) تمکین پر پہنچ جائیں ورحضرت حق سبحانہ کی ذات مبارک کی حضوری کا نور باطن شریف پر ظاہر ہو جائے۔ جہت فوق سے پاک حضور، جس کا وہم ہوتا ہے وہ دوام (ہمیشگی) پائے اور سب چھ جہتوں میں شامل ہو جائے، تا کہ نسبت نقشبندیہ حاصل ہو جائے۔ گزشتہ کیفیات وحالات کامل توجہ کے بغیر ہاتھ نہیں لگتے، بلکہ وہ بھی نابود ہو جاتے ہیں اور یہ نابودی لطیفہ قلبی کی سیر کے مکمل ہونے کی علامت ہے۔ والسلام

(مکتوب نمبر ۴ ص ۱۸)

صاحبزادہ حافظ شاہ ابوسعید دہلوی نقشبندی مجددی جو کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ

ارباب قلوب کے سیر وسلوک کے بیان میں ولایت صغریٰ کے دائرہ میں واقع ہوتا ہے، حضرت پیر دستگیر اور آپ کے خلفاء کا معمول یہ ہے کہ شروع شروع میں طالب کے لطائف میں ذکر ڈالنے کیلئے توجہ فرماتے ہیں، اور توجہ دینے کا ان کے ہاں طریقہ یہ ہے کہ شیخ اپنے قلب کو اسکے قلب کے مقابل کر کے جناب الٰہی سے بتوسل مشائخ کرام یوں عرض کرے کہ خداوند! جو انوار ذکر پیران

کبار سے مجھ کو حاصل ہوئے ہیں اور میرا دل ان سے منور ہو چکا ہے، تو اس طالب کے دل میں ڈال دے اور ان سے ان کے دل کو منور فرما دے۔ پھر اپنی توجہ وہمت بڑے زور سے طالب کے قلب کی طرف مصروف رکھے، حق سبحانہ سے قوی امید ہے کہ چند ہی بار کی توجہ سے اس کے قلب کے اندر ذکر کی حرکت پیدا ہو جائے گی، پھر اسی طرح اپنی روح کو اس کی روح کے مقابل رکھ کر توجہ کرے اور خیال میں لائے کہ پیران عظام کے ارواح شریفہ سے جو نور ذکر میرے لطیفہ روح میں پہنچا ہے، میں اس کو اس طالب کے روح میں القاء کرتا ہوں۔ اور اسی طرح اس کے دوسرے لطائف (سر وخفی واخفیٰ ولطیفہ نفس وقالب) پر متوجہ ہو کر ذکر القاء کرے۔ پھر طالب کے تمام لطائف میں ذکر جاری ہونے کے بعد نفی واثبات کا ذکر تلقین فرما کر جمعیت وحضور کی نسبت القاء کرے۔ دل کے بے خطرہ یا کم خطرہ ہونے کو جمعیت کہتے ہیں، اور حضرت حق تعالیٰ کی طرف طالب کے دل میں توجہ پیدا ہونے کو حضور کہتے ہیں۔ اور جب طالب کے قلب میں حضور وجمعیت پیدا ہو جائے تو شیخ مرید کے قلب کو اپنی ہمت اور توجہ سے فوق (اوپر) کی طرف جذب فرمائے (کھینچ لے)۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) میں نے اکثر طلاب کو دیکھا ہے کہ اول جذب کا ادراک کرتے ہیں، اور جب لطیفہ قالب سے برآمد ہوتا ہے تب نسبت حضور دریافت کرتے ہیں، شیخ کو لازم ہے کہ اسی طرح جس مقام کے فیض کے واسطے توجہ کرے پہلے اپنے تئیں اس مقام کے فیض کے رنگ سے رنگین کر کے اس مقام کا فیض طالب کے باطن میں القاء کرے۔ علاوہ بر آں اس فیض کے مورد کو بھی ملحوظ رکھے۔ (ہدایۃ الطالبین ص ۳۱–۳۲)

فیض القاء کرنا:

ملفوظات غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المعروف در المعارف میں ہے کہ حضرت شاہ گل محمد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ توجہ کے بارے میں پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ

مظہریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جو طریقہ ہم تک پہنچا ہے وہ اس طرح ہے کہ سب سے پہلے ارواح طیبہ کیلئے فاتحہ خوانی کرے یعنی حضور امام الانبیاء سید الاصفیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیران کبار اور صاحبان اسرار خصوصاً خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ،خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے فاتحہ خوانی کرے اس کے بعد بارگاہ خداوندی میں دست دعا دراز کر کے عاجزی پیش کرے اور اپنے مشائخ سے مدد طلب کرنے کے بعد قلب طالب کی طرف متوجہ ہو حضرت غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے قلب کو قلب طالب کے سامنے کر کے توجہ ڈالتا ہوں اور ذکر کا نور اپنے مشائخ عظام کے ذریعے عاجز کے دل میں آیا ہے اسے طالب کے دل میں القاء کرتا ہوں ، یہاں تک کہ طالب کا قلب ذاکر ہو جاتا ہے، اس طریقے کے مطابق لطیفہ روح سری خفی اخفیٰ کے ذریعے ذکر القاء کرتا ہوں۔

(در المعارف فیض نقشبند ملفوظات غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مترجم مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہ جہاں پوری ص ۴۶)

تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا کہ عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے منقول ہے کہ ایک سانپ ہوتا ہے اس کی نظر میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ جس چیز پر اس کی نظر پڑتی ہے وہ اس وقت جل جاتی ہے جبکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایک حیوان کی نظر میں یہ تاثیر رکھی ہے تو ایک کامل کی نظر میں جو کہ اشرف موجودات ہے کیا کچھ تاثیر ہوگی۔ جو کوئی اس کا انکار کرتا ہے وہ احمق ترین آدمی ہے بلکہ اللہ والوں کی نظر میں تو ایسی تاثیر ہوتی ہے جس پر پڑ جائے اسے کمال حاصل ہو جائے۔

آناں کہ خاک دا بہ کیمیا کنند — سگ راولی کنند مگس را ہما کنند
آناں کہ چشم را بہ دوصد حیلہ را کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بہ ما کنند

(تذکرہ خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم صاحبزادہ محمد حسین للہ شریف)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت والد صاحب شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجمالاً اوران کے بعض احباب سے تفصیلاً سننے میں آیا ہے کہ سرہند کا ایک شخص طبعی طور پر منکر ولایت تھا پہلے پہل ایک بزرگ سے بیعت کر کے اس سے فیضان حاصل کیا اتفاقاً عید کے دن شیخ بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا تو انہوں نے فرمایا: میاں دیر سے آئے ہو کہاں تھے اس قسم کے جملے ازراہ تلطف فرمائے تو اس کا دل ان کی طرف پھر گیا اور آنا جانا شروع کر دیا۔ پہلے بزرگ کے ہاں آنے جانے میں کمی کر دی ۔جب اسے یہ قصہ معلوم ہوا۔(اس بزرگ کو) تو وہ توجہ کے ذریعے شیخ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہلاک کرنے پر کمر بستہ ہو گیا۔انہوں نے مدافعت کی یہاں تک کہ اس کا بھیجا ہوا اثر اسی پر پلٹا اور وہ ہلاک ہو گیا۔اس کے بعد وہ مرید اس طرف حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتا رہا۔کافی مدت کے بعد ادھر سے بھی (حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) سے اس کے دل میں شک واضطراب پیدا ہوا الغرض اس طرح وہ درویشوں کے ہاں آتا جاتا اور انکار کرتا رہا اس سبب سے کوئی نفع نہ حاصل کرسکا ایک دن میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کوئی شخص بھی صاحب تصرف نہیں ہے یہ سن کر میں نے اس پر توجہ ڈالی تو وہ بے خود ہو گیا اور اسی بے خبری کے عالم میں دیکھا کہ گویا اسے سبز خلعت دی گئی ہے جب اسے افاقہ ہوا تو اس کا دیکھا واقعہ بھی میں نے اسے بیان کر دیا اس نے واقعہ سن کر اعتراف کیا مگر فطرتاً منکر ولایت ہونے کے سبب کوئی نفع حاصل نہ کرسکا کاتب (شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ یہ واقعہ طویل

ہے مگر مجھے سبز خلعت والے جملے تک ہی یاد رہ سکا۔حضرت والد صاحب سے اجمالاً اوران کے بعض دوستوں سے تفصیلاً یہ بھی سنا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک بکری پر حالت غلبہ میں توجہ کی تو اس پر ایک عجیب حالت طاری ہو گئی ،کئی دن اسے گھاس اور پانی کا شعور تک نہ رہا اور بالآخر مر گئی۔

(انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، مترجم سید محمد فاروق قادری ایم اے ص ۱۲۹)

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مجذوب نے سوال کیا کہ اگر اولیاء کرام اپنے تصرف اور توجہ سے لوگوں کی زندگی بدلتے ہیں تو سب کی زندگیاں کیوں نہیں بدلتے ۔کتنے خالی لوٹتے ہیں اور اگر یہ لوگ تصرف نہیں کر سکتے ہیں تو لوگ ان کے پاس کیا لینے آتے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فرمایا کہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم مشائخ عظام طبیب قلبی ہوتے ہیں دوا تجویز کرتے ہیں نسخہ بناتے ہیں لیکن آنے والا دوائی کے اجزاء خود لاتا ہے،مثلاً ایک آدمی کے پاس ہرڑ اور نمک ہے تو طبیب ان دونوں چیزوں کی ترتیب ٹھیک کر کے جو نسخہ بن سکے گا وہی بنائے گا اور جو مریض آٹھ یا دس مختلف جڑی بوٹیاں لاتا ہے اسے ان کے مطابق نسخہ تیار کر دے گا اوران کے پاس کوئی اجزاء نہ لے کر آئے تو اپنی طرف سے اسے کوئی چیز نہیں دے گا آپ نے یہ مثال دے کر واضح کیا کہ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق حاصل کرتا ہے اور کسی میں بالکل استعداد نہیں ہوتی وہ محروم رہتا ہے۔

(مکتوبات حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

کہ سیدنا غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ اپنی محفل میں پہلے وعظ فرماتے تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قیل وقال کا وقت اب ختم ہو گیا ہے اور حال کی طرف آتے ہیں تو مجمع میں

آہ و بکاء شروع ہوجاتی کچھ لوگ تڑپتے کچھ کپڑے پھاڑ دیتے اور دوڑ کر جنگلوں میں چلے جاتے اور کچھ مر جاتے تھے۔(اخبار الاخیار شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بعض سیرت نگاروں نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ شہادت کی انگلی کے اشارے سے لاالہ الا اللہ فرماتے اور مجمع میں مختلف کیفیات کا ورود ہوتا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ،،لمعات،، میں نقل فرماتے ہیں کہ سارے اولیائے امت اور اصحاب سلاسل میں جنکی روحانیت کا مقام سب سے بلند ہے اور جنکی قوت نسبت سب سے اتم واکمل ہے وہ حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں جن کے بارے میں بزرگوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنی قبر مبارک میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

سلطان احمد فاروقی سیالوی اپنی کتاب "چشت اہل بہشت،، میں نقل کرتے ہیں کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے جو آدمی ہاتھ ملاتا تھا اس پر رونے کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی اور اس کے باطن میں عجیب ذوق پیدا ہوتا تھا۔ (چشت اہل بہشت، سلطان احمد فاروقی سیالوی)

سیر العارفین میں درج ہے کہ جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پندرہ سال ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی وفات پاگئے وہ بہت امیر اور ایک لمبے چوڑے کے باغ کے مالک تھے والد صاحب کی یہ تمام جائیداد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں آئی۔ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ اس موروثی باغ میں بیٹھے تھے کہ خواجہ ابراہیم مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا گزر وہاں سے ہوا جو کامل ترین ولی اللہ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعظیم کے لئے اٹھے، بڑی تواضع کے ساتھ انہیں بٹھایا اور اپنے باغ سے انگور کے کچھ خوشے چن کر ایک پلیٹ میں رکھ کر ان کی خدمت میں پیش کئے۔خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے انگور خوشی سے تناول فرمائے۔پھر انہوں نے اپنی بغل

میں سے روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیا اس ٹکڑے پر انہوں نے لعاب دہن بھی لگا دیا مذکورہ ٹکڑا کھاتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا باطن روشن ہوگیا اور دنیاوی جائیداد سے دل اچاٹ ہوگیا۔چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ باغ غربا میں تقسیم کر دیا اور خود سفر پر روانہ ہوگئے۔روٹی کے ٹکڑے سے دل کی دنیا بدلنا تصرف کی کیفیت ہے۔(سیر العارفین)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی توجہ کا طریقہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسا ہی لکھا ہے۔ (کلیات امدادیہ)

خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نسمات القدس میں لکھتے ہیں کہ:

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کبار مشائخ متقدمین میں سے کسی کی عظمت کے احوال سنا رہے تھے کہ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آپ کو بھی یہ بلند مرتبہ حاصل ہوتا۔اس خیال کا آنا تھا کہ اسی لحظہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پاؤں حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کے پیر کی پشت پر رکھ دیا اسی وقت حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کو وہ تمام برکات حاصل ہوگئیں جو ان بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کو اتنے زیادہ سالوں کی ریاضت کے بعد حاصل ہوئی تھیں۔نیز حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معاملات عظیمہ کے حصول کی محبت کی زیادتی اور حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے رابطے کے بعد ایک دن حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا:

" تو مارا دوست یداری۔یا ما ترا معروض داشتم کہ من ایشاں را دوست میدارم،،(تو مجھے دوست رکھتا ہے یا میں تجھ سے کہوں کہ میں انہیں دوست رکھتا ہوں)اور پھر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لمحہ تصرف فرمایا کہ میں نے اپنے دل وجان کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت سے خالی پایا یعنی حضرت خواجہ کی وہ محبت میرے دل سے اچانک غائب ہوگئی۔ناچار میں حضرت خواجہ رحمۃ

اللہ علیہ کے پیروں پر گر گیا اور معذرت کی یہاں تک آپ رحمۃ اللہ علیہ پھر وہ محبت دوبارہ عنایت فرمادی کہ ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محبتِ یقینی صمیمی قدیمی وجدیدی میں سرشار رہا۔ اگرچہ حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے اوران کے چاند نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آفتاب سے کسب نور کیا تھا۔ آپکا بھی عظیم درجہ تھا، فرماتے ہیں" : بہ عنایت حق سبحانہ وتعالیٰ ونظر عنایت بزرگ قدس سرہ اگر اختیار کنم ہمہ عالم مقصود حقیقی واصل شوند،، (حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت اور مہربانی سے اور حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے اگر چاہوں تو سارا عالم مقصود حقیقی پالے اور واصل ہو جائے۔) اور آپ نے ایک بیت بھی ارشاد فرمایا۔

گر نشکستے دل دربان راز   قفل جہاں راہمہ بکشودمے

(اگر دل دربان راز نہ فاش کر دیتا تو میں تمام دنیا کے قفل کھول ڈالتا۔) حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔

حضرت خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس عنایت کی توجہ ٔ خاص کی بناء پر فرمایا کہ "ہرچہ گوید ہمہ شود،، (آپ جو کہتے وہ ہوتا) کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ شریف سے دوسرے کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا تو پھر خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ کیا ہوگا۔ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات میں مذکور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حاضر وغائب، موجود وغیر موجود مریدوں کی جزئیات وکلیات کو ان سے بہتر جانتے تھے چنانچہ ایک بار دور دراز کے سفر کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"احوالیکہ ریں مدت برتو گزشتہ است تو میگوئی یا ما میگوئیم۔،، (جو حالات اس مدت میں تم پر گزرے ہیں میں بتاؤں یا تم بتاؤ گے۔) اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بیان

فرمانا شروع کر دیتے اور ارشاد فرماتے ۔"روئے زمین درنظر ماچوں روئے ناخن است۔،، (روئے زمین ہماری نظر میں روئے ناخن کی طرح ہے۔) پس باوجود باطنی احوال، ظاہری متابعت، علو مرتبت، تصرفاتِ کونیہ و تصرفاتِ ارشادیہ وکشوفات عالیہ کے ظہور وانکسار و دیدِ کسور احوال آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ اس طرح درجہ غالب تھے کہ بیان سے باہر ہے۔

سید کائنات ﷺ ایسے مرتبہ پر فائز تھے کہ تمام عالم اور جمیع مخلوقات کو وجود آپ ﷺ کے وجود کے طفیل ملا کہ آپ ﷺ باعثِ تخلیق کائنات ہیں۔ اور محبوبیت کے اعلیٰ درجے پر فائز۔ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ آپ سے غایتِ قوتِ مناسبت اور مرتبہ محبوبیت کی بناء پر فرماتے ہیں۔

یالیت رب محمد لم یخلق محمدا ۔(اے کاش! محمد ﷺ کا رب محمد کو پیدا نہ کرتا۔) خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی محمد تھا۔ اس عبارت میں خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ذات ہی مراد لی ہے، معاذ اللہ یہ بات حضور اکرم ﷺ کیلئے نہیں کہہ رہے۔ اور غایت خضوع اور انکساری کی بناء پر اس حدیث کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبان مبارک سے ادا فرماتے۔

انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ۔

(مسلم، کتاب الذکر، باب ۱۲ رقم الحدیث ۲۷۰۲)

" ترجمہ: میرے ل پر کبھی بادل چھا جاتے ہیں اور میں ہر روز ستر بار اللہ سے استغفار کرتا ہوں،،

اور ابتداء میں تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں اتنا خشوع اور اتنی خاکساری تھی کہ قوت بشری سے بھی بعید ہے۔ یہاں تک کہ زخمی خارش زدہ کتے کو بھی اگر آپ دیکھ لیتے تو جبکہ دوسرے لوگ تو اس کے پاس جانا بھی پسند نہ کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دست مبارک سے اسے دھوتے اور اس پر مرہم رکھتے۔ نیز خود کا انتہائی کم درجہ کی مخلوقات اور معمولی جانوروں سے موازنہ کیا کرتے

اور خود کو سب سے کمتر جانا کرتے تھے۔آخری عمر میں انتہائی انکساری کی بناء پر آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے۔

" بایں مہ خرابی وافلاسی وبیحالی وعاجزی کہ من دارم لیاقت ندارم کہ کسے سلام مرا جواب گوید وحق تعالیٰ مرا در میان خلق رسوا کردہ است ومردم را بمن مشغول گردانیدہ،،

ترجمہ: میری اس تمام خرابی، افلاس، تہی دامنی اور عاجزی و مسکینی کے باعث مجھ میں اتنی بھی لیاقت نہیں کہ کوئی میرے سلام کا جواب دے۔حق تعالیٰ نے مجھے مخلوق میں رسوا کیا ہے کہ لوگوں کو میرے ساتھ مشغول کر دیا ہے کہ مخلوق کا میری طرف یہ رجوع ہے،، اسی فروتنی وانکساری کے باعث جب ایک شخص نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے کرامات کا مطالبہ کیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا:

اکدام کراماتِ مابرابر آنست کہ بایں ہمہ

بار گناہ بہ زمین می رویم فرونمی شویم

" ہماری کونسی کرامت اس کے برابر ہے کہ گناہوں کے اس تمام بوجھ کے باوجود ہم زمین پر چل رہے ہیں اور دھنس نہیں جاتے،، ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔" نفی وجود نزد ما اقرب طرق است واین جز بترک کاروبار و دید قصور اعمال میسر نہ شود،، (ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب سے زیادہ قریب کا راستہ ہے اور یہ ترکِ کاروبار اور انکسار کے بغیر میسر نہیں) ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

" درعبادت طلب وجود ست و در عبودیت تلفِ وجود تا ہستیٔ ما باماست ہیچ عمل نتیجہ نہ دہد"

(عبادت میں وجود کی طلب ہے اور عبودیت میں وجود کا مٹنا اور ختم ہوجانا۔جب تک ہماری ہستی ہمارے ساتھ ہے یعنی اس کا احساس ہم میں موجود ہے، اسوقت تک کوئی عمل فائدہ مند نہیں ۔اسکا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا) ازراہ بردباری و تحمل اور استقامتِ احوال کیلئے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے

فرمایا:

" درویش در مقام بارکشی باید کہ چوں دہل باشد کہ ہر چند طبانچہ خورد صدائے مخالف ز ظاہر نشود"

(درویش کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو مقامِ بارکشی میں جانے ۔ بوجھ کھینچنے والے چھکڑے کی طرح کہ جب ڈھول بجے یہ کتنے ہی طمانچے کھائے مگر کوئی مخالفانہ آواز اس سے ظاہر نہ ہو۔) آں سرور ﷺ کی کمالِ اتباع کے باعث باوصف اسکے کہ آخر زمانے کے تقاضے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ تھے ۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ظاہری فقر بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے باطنی فقر کی طرح کامل تھا۔وہ کہا گیا اذا تم الفقر فھو اللہ۔(جب فقر مکمل ہوجائے تو وہ اللہ ہے یعنی ظاہر و باطن کا فقر سب اللہ کی رضا کیلئے) آپ رحمتہ اللہ علیہ پر پوری طرح صادق آتا تھا۔چنانچہ سالہا سال آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بوسیدہ عمامہ اور پرانی پوستین میں گزارے ہیں۔اور کئی شب و روز ایک پرانا کپڑا آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لباس رہا۔سخت سردی کے موسم میں بھی گھاس آپ رحمتہ اللہ علیہ کے تکیہ کی جگہ ہوتی اور پرانا بوریا اور پانی کا لوٹا۔اس تمام فقر کے باوجود خلق نبوی ﷺ کا شیوہ اپناتے ہوئے مہمانوں اور درویشوں پر خرچ کرنے میں بڑی سعی فرماتے تھے اور خود بنفس نفیس مہمان اور اس کی سواری کی خدمت کرتے ۔اپنی روزی کے حصول کیلئے قلیل زراعت کرتے اور خود زمین کاشت کرتے ۔مزاج کی اس تمام لطافت کے باوجود سورج چمک رہا ہوتا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ زراعت میں سعیٔ بلیغ فرما رہے ہوتے اور اپنے ظاہری و باطنی احوال کے چھپانے میں پوری کوشش فرمایا کرتے تھے۔چنانچہ ایک عالم کئی سال آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ایک گھر میں رہے لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کے احوال اور کمال پر مطلع نہ ہو پائے۔

اس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ایک مخلص بزرگ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت خواجہ بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے گزشتہ ادوار میں بڑے بڑے بزرگ ہوئے مگر یہ شہرت جو حضرت

خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو دوسوسال میں ملی کہ ماوراء النہر کے تمام تشنہ لب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحمت خاص کی نہر سے سیراب،ترکستانیوں کے دل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جذبۂ اخلاص سے ترکتاز، کاشغر وخطا والوں کی مشام جان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نافۂ نسبتِ روح سے معطر، ختن والے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آفتاب ہدایت سے منور، ساکنانِ عراق کی عروق جان (رگیں) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص کی حبل متین (مضبوط رسی) سے مضبوط و متیقن، شام والوں کے دل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چودھویں رات کی روشنی سے روشن، مصر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی برکات کی مٹھاس سے شیریں کام، اہل روم الغ بحکم آیت کریمہ اذاغلبت الروم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مغلوب محبت، سیستان زابلستان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ونا موری ایسی گویانصف النہار کا سورج، کابل وکشمیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رخسار مبارک سے رشک کے باعث ارغوانی وزعفران زار، اہل مملکت ہندوستان، مانند طوطی شیریں مقال آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے تاج الرجال کی مدحت میں نغمہ سنج قدس اللہ سرہ الاقدس۔ تو اس سوال کے جواب میں مخلص بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ صاحب برکات نے اپنی تمام زندگی اپنے احوال فضل وکرامات کو مخلوق خدا سے چھپانے اور پوشیدہ رکھنے میں پوری پوری کوشش فرمائی تو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اس کی مکافات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چاند سورج کی ظاہر فرمایا اور دنیا والوں کے کانوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ڈال دی۔

ایک دوسرے شخص نے اس فقیر راقم (حضرت ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا کہ اللہ پاک کی صفتِ کاملہ میں سے ایک صفت کلام بھی ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ متکلم ہے اور خرس وسکوت اس کی صفت نہیں پس جو بزرگ اخلاق الہیہ سے متخلق ہوں انہیں چاہیئے کہ سکوت کے مقابلہ میں کلام کرنے کو پسند کریں حالانکہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ سکوت وخاموشی ہے۔ اس

عاجز نے حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ وامداد سے جواب دیا کہ وہ کلام الٰہی جسے تم نے کلام سمجھا ہے وہ حرف وآواز والا کلام نہیں بلکہ اس سے وراء الوراء ہے اور کلام بشر سے مختلف ۔حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین نے اس لئے ایسے کلام کو چھوڑا ہے جو کلام بشر کی طرح حرف وآواز والا ہو اور ایسے کلام کو اختیار کیا ہے جو کلام بیچون الٰہی کی طرح ہے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے کلام کے تخلق کے باعث متخلق باخلق الہٰیہ ہیں تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تو درحقیقت اصل کی طرف گئے ہیں۔ مختصر یہ کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت وبزرگی تحریر وبیان سے باہر ہے۔ قیامت تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کی نشانیاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات ومعونت وامداد ان پر بھی جو دور ہیں اور ان پر بھی جو قریب ہیں ظاہر وآشکار رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کے تصرفات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بھی ظاہر ہوئے ہیں جو مختلف رسائل میں بیان ہوئے ہیں۔ بعض بزرگوں نے وہ خود دیکھے اور بعض نے دوسرے صادق القول حضرات سے سنے۔ اگر ہم انہیں بیان کرنا شروع کریں تو دفتر کے دفتر مرتب ہوجائیں۔ میں صرف ایک قصہ اور ایک کرامت کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس فقیر کے ایک مخلص بخاری بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ حرمین شریفین زادھا اللہ شرفا وتکریماً (اللہ تعالیٰ ان دونوں کے شرف وعزت کو زیادہ کرے) سے واپس ہو رہے تھے کہ ضرورت وقت کے پیش نظر انہوں نے ساتھیوں سے ایک خاص کشتی میں بیٹھنے کیلئے کہا۔ ساتھیوں نے جو تعداد میں تقریباً پچاس تھے شروع میں انکار کیا لیکن جب ان کا اصرار بڑھا تو وہ سب ناچار اس کشتی میں بیٹھ گئے۔ حالت سفر ہی میں تھے، دریائے شور میں پہنچا تھا کہ اچانک زبردست ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں بادل کی گرج اور پھر طوفانِ بادوباراں اور بجلی کی زبردست کڑک، شدید تاریکی، کشتی والوں کی جان پر بن گئی اور انہوں نے مجھے برا بھلا کہنا شروع کردیا کہ مجبوراً میرے کہنے سے وہ کشتی میں

بیٹھے تھے۔ میں بھی زندگی سے مایوس کہ اچانک مجھے خیال آیا کہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ تو ہندو اور فرنگیوں کی پکار پر بھی ان کی مدد فرماتے ہیں مگر کیا ہم ان سے بھی کمتر ہیں اور اس غوث الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہمارا اخلاص ان غیر مسلموں سے بھی کم ہے کہ وہ ہماری دستگیری نہ فرمائیں گے اور اسی طرح غرق ہونے دیں گے میں نے یہ کہا اور اسی جوش میں میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فائض الانوار کا تصور کیا اور میں اسی تصور میں گم ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ نورانی شکل پانی کی سطح پر نمودار ایک کشتی میں بیٹھے عجلت کے ساتھ ہماری طرف تشریف لا رہے ہیں ۔ مجھے غیب سے القاء ہوا کہ یہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تمہاری مدد کو تشریف لائے ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نزدیک ہوئے تو میری جانب تبسم فرمایا۔ میں نے شکوہ کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تو دشمنوں کی بھی مشکل آسان فرماتے ہیں ۔ میری اس مشکل میں مدد فرمائیں ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پھر تبسم فرمایا اور شفقت فرمائی کہ خاطر جمع رکھو ہم اسی مقصد سے آئے ہیں مجھ پر عجیب جوش اور سکر کی کیفیت طاری ہوگئی ۔ جب افاقہ ہوا تو دیکھتا ہوں کہ نہ وہ بارش ، نہ وہ کڑک ، نہ بجلی، نہ وہ طوفان، نہ وہ تاریکی ۔ میں چلایا۔ ساتھیو خوشخبری ہو کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مدد کو آپہنچے ہیں اور ہم سب غرق وہلاکت سے بچ گئے ہیں ۔ خوش ہوجاؤ، شکر بجالاؤ اور جان ودل حضرت کی نذر کروہ سب بے اختیار رو پڑے ۔ شکر بجالائے اور غریبوں کو کھانا کھلانے کی جو منتیں مانی تھیں ساحل پر آکر وہ پوری کیں ۔ **الحمدللہ علی انعمائہ بتوسط اولیائہ** ۔ (خدا کی نعمتوں کا شکر اسکے اولیاء کے توسط سے) ایک اور بزرگ رحمۃ اللہ علیہ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رابطۂ طریق رکھتے تھے اپنا ایک کشف اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ ایک شب نماز تہجد کے بعد میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہے ۔ اولین وآخرین ایک میدان میں جمع ہیں ۔ دھوپ کی تیزی کا یہ عالم کہ بیان سے

باہر اور دور ایک بارگاہ ہے عظیم اور عجیب ۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ بارگاہ شفاعت محمدی ﷺ ہے علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ۔ اسی دوران ایک عجیب سا زلزلہ اور زبردست شور اٹھا کہ لوگ حیرت میں پڑ گئے کہ یہ کیا چیز ہے ۔ لوگ کہنے لگے یہ دوزخ ہے ۔ اسے زنجیروں میں جکڑ کر لایا گیا ہے اور میدان حشر کے کناروں سے اسے گزار رہے ہیں ۔ اسی دوران میں نے دیکھا حکم ہوا تمام کافروں کو دوزخ میں ڈال دو اور حساب کتاب کیلئے ایک گروہ پر نظر رکھو چنانچہ انتہائی ذلت کے ساتھ کفار کو جہنم کی طرف گھسیٹا گیا۔ اسی دوران ایک شخص کو گھسیٹ کر لے جا رہے تھے اور وہ گڑگڑا رہا تھا۔ ہر ایک نے اپنے نیک اعمال کا جائزہ لیا مگر ان سے کچھ فائدہ نہ ہوسکا کہ ناگاہ اس نے کہا۔ میں نے ایک بار پانچ فلس (پیسے) نذر خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کیے تھے کہ وہ خدا کے کامل دوستوں میں سے ہیں ۔ چنانچہ فرمان صادر ہوا کہ اس پر نگاہ رکھو پھر مجھے معلوم نہیں اس کے ساتھ کیا معاملہ گزرا۔ ہاں میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ اے کاش ہم دنیا میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے سے منسلک ہوتے ۔ شاعر نے خوب کہا:

بس کنم خود زیر کانرا ایں بس است　　　بانگِ دو کردم اگر در دہ کس است

میرے لئے یہی کافی ہے کہ میں خود کو ان کے زیر فرمان کر دوں ، اگر دس میں سے کوئی ایک ہے تو میں اسی کا نعرہ ماروں ۔ اور فرمایا:

در نیابد حال پختہ ہیچ خام　　　پس سخن کوتاہ باید والسلام

کاملین کے مرتبہ کو ناتجربہ کار و ناپختہ کیا سمجھے ۔ پس گفتگو مختصر کر کے والسلام کہنا ہی بہتر ہے ۔

(نسمات القدس ص ۶۵)

اللہ کے ولی کی توجہ سے پتھر دو ٹکڑے ہو گیا:

علامہ نور الدین ابو الحسن محمد بن علی بن یوسف بن جریر، قدس سرہ، شطنوفی فرماتے ہیں:

اجتمع الشیخ علی بن وھب، والشیخ عدی ابن مسافر، والشیخ موسی الزولی رضی اللہ عنھم، عند صخرۃ عظیمۃ، بجبل السلو، ببلاد المشرق، فقالا للشیخ علی بن وھب: ما التوحید؟ فقال: ھکذا و اشار بیدہ الی تلك الصخرۃ، قال :اللہ فانفلقت نصفین، وھی الی الآن معروفۃ، یصلی الناس بین نصفیھا۔

ترجمہ: شیخ علی بن وہب ، شیخ عدی بن مسافر اور شیخ موسی زولیؒ ایک بڑے پتھر کے پاس جو کہ ''السلو'' بلاد مشرق میں تھا جمع ہوئے پھر ان دونوں نے شیخ علی بن وہبؒ سے پوچھا کہ توحید کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس طرح، اور اپنے ہاتھ سے اشارہ اس پتھر کی طرف کیا اور کہا اللہ: پھر وہ پتھر دو ٹکڑے ہو گیا اور وہ اب تک مشہور ہے لوگ ان دونوں کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔

(بھجۃ الاسرار و معدن الانوار، ص۴۳۱، مؤسسۃ الشرف بلاھور، باکستان) (امام اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۴۶۴)

جس طرح اولیاء کرام رحمہم اللہ اجمعین اپنی توجہات کی برکات سے لوگوں کے دلوں کو منور فرماتے ہیں اسی طرح توجہ سلبی بھی فرماتے ہیں لیکن یہ توجہ یا تو منکرین کو زیر کرنے کیلئے یا کسی حکمت کی بناء پر یا کسی کو راہ راست پر لانے کیلئے توجہ فرماتے ہیں۔ امام ابوالحسن الشطنوفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

توجہ کے ذریعے شیخ رضی اللہ عنہ کا شیخ شہاب الدین سہروردی کے سینہ سے علم کلام کو دور کرنا:

خبر دی ہم کو ابومحمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد قرشی خالدی اور ابومحمد سالم بن علی بن عبداللہ دمیاطی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عالم ربانی شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد عبداللہ سہروردی نے کہا کہ خبر دی ہم کو حسن نے حلب میں ۶۱۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو سالم نے بغداد میں ۶۱۴ھ میں کہا کہ میں اس حالت میں کہ جوان تھا علم کلام میں

مشغول ہوا اور اس میں میں نے بہت سی کتابیں حفظ کیں اس میں فقیہ بن گیا میرا چچا اس پر مجھے بہت جھڑکتا رہتا تھا لیکن میں باز نہ آتا تھا وہ ایک دن مجھے ساتھ لیکر حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی زیارت کو آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایماندارو! جب تم رسول ﷺ سے تخلیہ میں باتیں کرنے آؤ تو صدقہ دے لیا کرو۔ اور ہم ایک ایسے شخص کی خدمت میں چلے ہیں کہ اس کا دل خدا تعالیٰ کی طرف سے باتیں کرتا ہے تم سوچو کہ ہم ان کی خدمت میں کیسے جاتے ہیں کہ ان کی زیارت کی برکت حاصل کریں پھر جب ہم ان کی خدمت میں بیٹھے تو میرے چچا نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ اے میرے آقا! یہ عمر میرا بھتیجا ہے علم کلام میں مشغول ہے میں اس کو منع کرتا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عمر! تم نے کون کون سی کتاب علم کلام کی حفظ کی ہے میں نے کہا فلاں فلاں کتاب۔ تب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ پر پھیرا تو خدا کی قسم اس علم کو میرے سینہ سے ایسا نکالا کہ مجھ کو ایک لفظ بھی اس کا یاد نہ رہا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وہ تمام مسائل بھلا دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں اسی وقت علم لدنی بھر دیا پھر میں آپ کے پاس سے اٹھا تو حکمت کی باتیں کرتا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ اے عمر تم عراق میں سب سے آخر میں مشہور ہوں گے وہ کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ سلطان حقیقت اور حقیقتِ وجود میں تصرف کرنے والے تھے۔

(بہجۃ الاسرار ص ۶۵)

شیخ الاسلام شیخ حسین معز شمس بلخی فردوسی قدس سرہ کے ملفوظ ''گنج لا یخفیٰ'' میں منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ اور حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ ایک مجلس میں ہم جنب وہم پہلو تشریف فرما تھے کہ اس اثنا میں امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دونوں بزرگوار کے بیچ میں بیٹھ گئے اور حضرت شیخ الشیوخ سے پوچھا کہ یہ کون

صاحب ہیں جو حضرت کے ہم پہلو بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ''شیخ الشیوخ نے فرمایا'' ایشان از خلفائے بندگی خواجہ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی اند'' امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا بم عرفت اللہ کہ آپ نے خدا کو کس طرح اور کس دلیل سے پہچانا۔ حضرت نے جواب دیا کہ بالواردات الالھیة الغیبیة التی لاتحملھا الافھام الضعیفة'' یعنی ہم نے خدا کی معرفت ان واردات الہیہ غیبیہ کے ذریعہ سے حاصل کی جو افہام ضعیفہ کے ادراک و تحمل و طاقت سے باہر ہیں ۔ امام رازی یہ جواب سن کر عالم حیرت میں آ کر ساکت ہو رہے ۔ اس واقعہ کو دیگر کتب میں تفصیل کے ساتھ یوں لکھا ہے کہ اس مجلس میں بڑے بڑے مشائخ و علماء حاضر تھے ۔ امام رازی علیہ الرحمۃ نے مشائخ طریقت پر علمی تفوق اور عالمانہ شان کا اظہار چاہا اور علمی مباحث پر گفتگو فرمانے لگے ۔ پہلے شیخ الشیوخ کو مخاطب فرما کر کوئی مسئلہ پوچھا شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ پیرایہ میں اسکا جواب شافی دیدیا۔ لیکن امام فخر الدین رازی نے اس پر اکتفا نہ کی اور طول طویل تقریریں کرنے لگے اور شیخ نجم الدین کبریٰ کی طرف متوجہ و مخاطب ہوئے ، آپ کو یہ بحث مباحثہ ناگوار خاطر عاطر ہوا۔ ظاہراً سکوت اختیار فرمایا اور زبان مبارک سے کوئی جواب نہ دیا مگر ان کے باطن کی طرف ایک نگاہ کی اور انکے قلب کی طرف متوجہ ہو گئے تمام علم و فضل سب سلب ہو گیا امام رازی خود فرماتے ہیں کہ اس وقت میرا عجب حال ہو گیا تمام علوم میرے دل سے مٹ گئے سارا علم غائب ایک حرف حروف تہجی کا یاد نہ آتا تھا مناقب الاصفیاء میں ہے چنانچہ امام فخر الدینؒ خود در رسالہ آوردہ است کہ ہر چند اندیشہ مے کردیم کہ مرا حرفے از حروف تہجی یاد آید نمی آمد غرض امام رازی سخت گھبرائے اور توبہ و استغفار کیا اور بعد برخاست مجلس شیخ نجم الدین کبریٰ کے حضور میں حاضر ہو کر با کمال ادب نہایت معذرت و عذر خواہی کی شیخ نے فرمایا اور تمام علوم و فنون اپنے سینے میں موجود پائے اس واقعہ کے بعد امام فخر الدین رازی آپ سے نہایت ہی عقیدت رکھنے لگے اور با کمال ادب آپ کی

زیارت سے مشرف ہوتے ہیں جیسے کہ امام سبکیؒ نے طبقات ج۶ ص۱۱ میں لکھا ہے کہ اس حکایت و روایت سے حضرت نجم الدین کبریٰ کے زور ولایت و کرامت و تصرف کے علاوہ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر کے ان دونوں خلیفوں یعنی شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے انداز و روش کے تفاوت کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور دونوں بزرگوار کے روش کی علیحدگی صاف معلوم ہوتی ہے حضرت شیخ الشیوخ کا طریقہ ستر و استتار حال اور ظاہر شریعت کی پابندی اور تحمل و بردباری اور لسانی اتمام حجت اور ابلاغ و تبلیغ و رشد و ارشاد اور وعظ و پند وغیرہ کا تھا اور حضرت نجم الدین کبریٰ کے یہاں کثرت کرامات و خوارق عادات کا سلسلہ تھا اور زیادہ تر اپنی پاک روحانیت اور باطنی تصرفات اور قوی تاثیرات سے کام لیتے اور رشد و ہدایت فرماتے تھے حقیقت میں دونوں بزرگوار اپنی روش اور انداز میں ٹھیک اور اپنی اپنی خدمتوں اور روشوں پر مامور من اللہ تھے ۔(تذکرہ حضرت عبدالقاہر السہروردیؒ ص۱۳۹-۱۴۱، مناقب الاصفیاء ص۹۶-۹۷)

اولیاء اللہ جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں اپنے توجہات کی برکت سے :

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی حنفی نقشبندی قدس سرہ لکھتے ہیں :

این بزرگواران ہمچنان کہ قدرت کاملہ بر اعطاء نسبت دارند و حضور و آگاہی را در اندک وقت بہ طالب صادق، عطاءے فرمایند، در سلب آن نسبت نیز قدرت تامہ دارند و بہ یک بی التفاتی، صاحب نسبت را مفلس می سازند بلی آنھا کہ می دہند می ستانند ہم اعاذنا اللہ سبحانہ من غضبہ و غضب اولیاء الکرام۔

بزرگوار جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل طاقت رکھتے ہیں اور تھوڑے وقت میں طالب صادق کو حضور و آگاہی بخش دیتے ہیں اسی طرح نسبت کے سلب کرنے میں پوری طاقت رکھتے ہیں اور ایک ہی بے التفاتی سے صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں ہاں سچ ہے جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اپنے اولیاء کرامؒ کے غضب سے بچائے۔(مکتوبات امام ربانی ج ا مکتوب ۲۲۱ص۲۴۰)

حضرت نجم الدین کبریٰ کی توجہ کی برکت سے ہزاروں طالب علم منزل مقصود تک پہنچے:

آپ کی روحانی قوت اس قدر پرزور اور قوی تھی کہ آپ کی ادنیٰ ہمت سے ایک دم میں جذب وسلوک کے سارے مرحلے طے ہوجاتے تھے اور صرف ایک توجہ میں ایک عامی عارف کامل ہوجاتا تھا۔آپ مستی ووجد وخروش کی حالت میں جس پر ایک نگاہ ڈالتے وہ ولی ہوجاتا تھا۔یہی سبب ہے کہ آپ کو ولی تراش کالقب دیا گیا۔ (نفحات ومناقب الاصفیاء وتذکرۃ الاولیاء)

ایک دن ایک سوداگر آپ کی خانقاہ میں (نبظر سیر) حاضر ہوا۔شیخ پر اس وقت ایک خاص حالت وجد طاری تھی وہ شخص شیخ کی نظر مبارک کے سامنے آگیا آپ نے اس پر ایک پرفیض نگاہ ڈالی وہ اسی وقت مرتبۂ ولایت سے فائز المرام ہوگیا۔آپ نے پوچھا ''تو کس ملک یا کس شہر کا باشندہ ہے''اس نے شہر کا نام بتایا۔آپ نے اسے ارشاد ہدایت کی اجازت وخلافت لکھ دی اور فرمایا ''جاؤ'' اپنے وطن میں خلق خدا کو ہدایت وارشاد کرو۔ (سفینۃ الاولیاء)

شیخ اوحدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مناجات میں حضرت شیخ کا توسل اس طور پر کرتے ہیں۔

یارب بہ ولی تراش مطلق	آن نجم ونجوم ملت حق
یارب بہ ولی تراشیٔ او	خاصیت فیض پاشیٔ او

توجہ کے ذریعے سے مقامات طے کرانا:

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ اپنے باپ سے بیان کرتا ہے کہ میں نے بغداد میں شیخ بزرگ عارف ابو عبداللہ محمد بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک سال

تک خدمت کی اور ان سے ان کے ابتدائے حال کی بابت پوچھا لیکن انہوں نے اس کو چھپایا پھر میں نے دوسرے سال ان کی خدمت کی تب کہا کیا تم ضرور سنو گے؟ میں نے کہا اگر آپ مناسب سمجھیں۔انہوں نے کہا جب تک میں زندہ رہوں کسی کو یہ خبر نہ سنانا میں نے کہا ہاں (بہت اچھا) جب ان کو میرے راز چھپانے کا یقین ہوگیا تو کہا کہ میں بلخ سے بغداد کی طرف جوانی کی حالت میں اس لئے آیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کروں میں ان سے ایسے حال میں ملا کہ وہ اپنے مدرسے میں نماز پڑھ رہے تھے پہلے اس سے نہ میں نے ان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا نہ انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سلام پھیر چکے اور لوگ ان کی طرف سلام کیلئے دوڑے تو میں بھی آگے بڑھا اور میں نے مصافحہ کیا آپ نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور ہنس کر میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے بلخی! اے محمد تم کو مرحبا ہو،اللہ تعالیٰ نے تیرا مرتبہ جان لیا،تیری نیت کو معلوم کرلیا۔شیخ مذکور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام زخمی کی دوا،بیمار کی شفا تھا تب میری آنکھیں خوف الٰہی کے مارے بہہ نکلیں میرے شانہ کا گوشت ہیبت کے مارے پھڑکنے لگا میری آنتیں شوق ومحبت کی وجہ سے کٹ گئیں میرا نفس لوگوں سے گھبرانے لگا میں نے اپنے دل میں ایسی بات پائی کہ جسے میں اچھی طرح بیان نہیں کرسکتا پھر یہ حالت بڑھتی اور قوی ہوتی گئی اور میں اس سے مقابلہ کرتا رہا۔میں اندھیری رات میں اپنے وظیفہ کیلئے کھڑا ہوا تب میرے دل سے دو شخص ظاہر ہوئے ایک کے ہاتھ میں محبت کی شراب کا پیالہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں خلعت تھا مجھ کو صاحب خلعت نے کہا کہ میں علی ابن ابی طالب ہوں اور یہ ایک فرشتہ مقرب فرشتوں میں سے ہے یہ محبت کی شراب کا پیالہ ہے اور یہ رضا کے حلول کی خلعت ہے۔پھر جب مجھے یہ خلعت پہنا دی ان کے ساتھی نے پیالہ مجھے دیا جس کے نور سے مشرق ومغرب روشن ہوگیا جب میں نے وہ پیا تو مجھ پر غیبوں کے اسرار اور اولیاء اللہ کے مقامات وغیرہ عجائبات

ظاہر ہوگئے۔ان میں سے ایک مقام ایسا تھا کہ عقلوں کے قدم اس کے بھید میں پھسلتے ہیں اور فکروں کے فہم اس کے جلال میں گم ہوجاتے ہیں عقلوں کی گردنیں اس کی ہیبت کی وجہ سے جھکتی ہیں اس کی قدروقیمت میں طبیعتوں کے بھید بھول جاتے ہیں اس کے انوار کی شعاعوں کی وجہ سے دلوں کی آنکھیں مدہوش ہوتی ہیں۔ملائکہ کروبی وروحانی ومقربین اس مقام کا مقابلہ کرتے ہیں اپنی پیٹھوں کو رکوع کرنے والے کی طرح اس مقام کے قدر کی تعظیم کی وجہ سے جھکائے ہیں اور اللہ عزوجل کی تسبیح طرح طرح کی تقدیس وتنزیہ کے ساتھ کرتے ہیں اس مقام والوں پر سلام کرتے ہیں کہنے والے کہتے ہیں کہ اس سے اوپر سوائے عرش رحمٰن کے اور کچھ نہیں اس کی طرف دیکھنے والا تحقیق نظر سے دیکھتا ہے کہ واصل کا ہر مقام یا مجذوب کا ہر حال یا محبوب کا سر یا عارف کا علم یا مقرب کا مقام ہر ایک کا مبداء اور انجام اجمال وتفصیل کل بعض اول وآخر اس میں قرار یافتہ ہے،اسی سے پیدا ہوا ہے۔اسی سے صادر ہوا ہے۔اسی سے کامل ہوا ہے۔پھر میں کچھ عرصہ وہاں پر ٹھہرا۔اس کی طرف دیکھنے کی مجھے طاقت نہ تھی،پھر مجھ کو مقابلہ کی طاقت ہوئی اور ایک مدت ٹھہرا مجھے طاقت نہیں تھی کہ اس کے اندر والے شخص کو معلوم کروں پھر ایک مدت کے بعد میں نے اس شخص کو معلوم کیا جو اس میں ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ تھے۔آپ ﷺ کے دائیں طرف حضرت آدم وابراہیم وجبرائیل علیہم السلام تھے اور بائیں جانب حضرت نوح وعیسیٰ علیہم السلام تھے۔صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے بڑے بڑے اصحاب واولیاء کرام خادموں کی طرح کھڑے تھے۔آنحضرت ﷺ کی ہیبت کی وجہ سے کہ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور جن صحابہ کرام کو میں پہچانتا تھا ابوبکر،عمر،عثمان،علی،حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہم تھے اور جن اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو میں پہچانتا تھا وہ معروف کرخی،سری سقطی،جنید،سہل تستری،سرتاج

العارفین ابوالوفا شیخ عبدالقادر،شیخ ابوسعید،شیخ احمد رفاعی اور شیخ عدی رضی اللہ عنہم تھے۔صحابہ میں سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے قریب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور اولیاء اللہ میں سے زیادہ قریب حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ تھے۔تب میں نے کسی قائل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب مقرب فرشتے اور انبیاء ومرسلین اولیاء محبین محمد ﷺ کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو آپ ﷺ اعلیٰ مقام سے جو آپ ﷺ کے اپنے رب کے نزدیک ہے اتر کر اس مقام پر اترتے ہیں تب ان کے انوار آپ کے دیدار سے دگنے ہوجاتے ہیں آپ ﷺ کے مشاہدہ سے ان کے حالات پاکیزہ بن جاتے ہیں ان کے مرتبے اور مقامات آپ ﷺ کی برکت سے بلند ہوتے ہیں پھر آپ ﷺ رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔تب میں نے سب کو یہ کہتے ہوئے سنا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (البقرہ:۲۸۵) یعنی ہم نے سنا اور اطاعت کی ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اے رب ہمارے اور تیری طرف بازگشت ہے) پھر میرے لئے قدس اعظم کے نور سے ایک چمک ظاہر ہوئی جس نے مجھ کو ہر ایک حاضر چیز سے غائب کر دیا ہر ایک موجود سے مجھ کو اچک لیا تمام مختلف چیزوں میں تمیز کرنا مجھ سے چھین لیا اور اس حال پر میں تین سال تک رہا۔پھر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں ایک دم باتیں کرنے لگا اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ میرے سینے کو تھامے ہوئے ہیں ایک پاؤں آپ کا میرے پاس اور ایک بغداد شریف میں ہے۔میری عقل لوٹ آئی اور میں اپنے امر کا مالک ہوا تب مجھ کو شیخ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بلخی! بے شک مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو تمہارے وجود کی طرف لوٹا دوں اور تیرے حال کا تجھ کو مالک بنا دوں تجھ سے وہ چیز چھین لوں جس نے تجھ کو مغلوب کر رکھا ہے۔پھر میرے تمام مشاہدات واحوال کی اول سے لے کر اب تک سب خبر دی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو میرے حال کی ذرہ ذرہ کی خبر ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تیرے بارے میں

رسول اللہ ﷺ سے سات دفعہ سوال کیا یہاں تک کہ تجھ کو اس مقام کے دیکھنے کی طاقت ہوئی۔ پھر سات دفعہ سوال کیا تو تب آپ کو مقابلہ کی طاقت ہوئی اور سات دفعہ پوچھا تب تو وہاں کے اندر کی باتوں پر مطلع ہوا اور سات دفعہ پوچھا تب تو نے منادی کی آواز سنی اور بے شک اللہ تعالیٰ سے تیرے بارے میں سات اور سات اور سات دفعہ سوال کیا یہاں تک کہ تیرے لیے وہ روشنی اور چمک ظاہر ہوئی اور پہلے اس سے میں نے ستر دفعہ تیرے لیے سوال کیا یہاں تک اس نے تجھ کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا اور اپنی رضامندی کا خلعت پہنایا اے میرے پیارے فرزند! اب تو تمام فوت شدہ فرائض کو قضا کر۔ (بہجۃ الاسرار ص۷۵)

شیخ کی توجہ سے شراب کا سرکہ بن جانا:

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ابوبکر ابہری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے کہا: میں نے قاضی القضاۃ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ایک دن نماز جمعہ کیلئے نکلے میں اور میرے دو بھائی عبدالوہاب اور عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہما آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں ہم کو سلطان کے شراب کے تین مٹکے ملے جن کی بو بہت تیز تھی۔ ان کے ساتھ کوتوال اور دیگر کچہری کے لوگ تھے ان سے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ وہ نہ ٹھہرے اور جانوروں کے چلانے میں انہوں نے جلدی کی پھر آپ رضی اللہ عنہ نے جانوروں سے کہا کہ ٹھہر جاؤ، وہ اپنی جگہ پر ایسے ٹھہر گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں وہ بہتیرا مارتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہ چلتے تھے اور ان سب کو قولنج کا درد شروع ہو گیا اور زمین پر دائیں بائیں سخت درد کی وجہ سے لوٹنے لگے۔ پھر تسبیح کے ساتھ چلانے لگے اور علانیہ توبہ استغفار کرنے لگے۔ پھر ان سے درد فوراً جاتا رہا اور شراب کی بو سرکہ سے بدل گئی انہوں نے برتنوں کو کھولا تو وہ سرکہ تھا جانور بھی

آدمیوں کی طرح چلانے لگے شیخ رضی اللہ عنہ تو جامع مسجد کو چلے گئے اور یہ خبر سلطان تک پہنچ گئی تب وہ ڈر کے مارے رونے لگا بہت سے محرمات کے فعل سے ڈر گیا۔ شیخ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا اور حضرت رضی اللہ عنہ کی جناب میں نہایت عاجزانہ بیٹھا کرتا تھا۔ (بہجۃ الاسرار ص۸۲)

ایک سوداگر کو مجلس میں حاجت براز ہونا اور شیخ رضی اللہ عنہ کی توجہ سے اس کا دور تک جانا اور پھر اسی وقت لوٹ آنا:

خبر دی ہم کو فقیہ ابوالفتح نصراللہ بن القاسم بن یوسف بن خلیل بن احمد ہاشمی بغدادی کرخی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے قاہرہ میں ۶۶۹ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو دو بڑے شیخوں قاضی القضاۃ ابوصالح نصر بن الحافظ ابوبکر عبدالرزاق بن امام محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم اور شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہم نانبائی نے بغداد میں ۶۳۱ھ میں کہا ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہم کو ہمارے والد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور میرے چچا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ۵۹۱ھ میں کہا ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہم کو عمران کیماتی رحمۃ اللہ علیہ اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ۵۹۰ھ میں اور خبر دی ہم کو ابوعبداللہ بن عبادہ عبدالمحسن بن منذر انصاری جیلی رحمۃ اللہ علیہم نے قاہرہ میں ۶۷۲ھ میں اور کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ پیشوا ابومحمد عبداللہ بن عثمان یونینی رحمۃ اللہ علیہم نے دمشق میں ۶۱۶ھ میں اور شیخ عارف ابواسحٰق ابراہیم بن محمود بن جوہر بعلبکی رحمۃ اللہ علیہ پھر عقیبی نے وہاں پر ۶۲۳ھ میں ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابومحمد عبداللہ بطائحی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں مدرسہ بغداد میں ۵۵۳ھ میں ابوالمعالی محمد بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تاجر حاضر ہوئے پھر ان کو حاجت براز نے ایسا تنگ کیا کہ چلنے پھرنے سے روک دیا بڑی سخت تکلیف ہوئی اس نے شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف فریادرس ہو کر دیکھا اور شیخ رضی اللہ عنہ اپنے منبر کی سیڑھی سے نیچے اتر آئے اور پہلی سیڑھی پر ایک سر آدمی کے

سر کی طرح ظاہر ہوا پھر اور نیچے اتر آئے یہاں تک کہ کرسی پر ایک صورت شیخ رضی اللہ عنہ کی صورت کی طرح برابر ہوگئی۔لوگوں کے سامنے شیخ رضی اللہ عنہ کی آواز کی طرح بولتی تھی اور شیخ رضی اللہ عنہ کے کلام کی طرح کلام کرتی تھی اس بات کو سوا اس شخص کے اور جس کو خدا نے چاہا اور کوئی نہ دیکھتا تھا۔آپ لوگوں کو چیرتے ہوئے آئے یہاں تک کہ اس کے سر پر کھڑے ہوگئے اور اس کے سر کو اپنی آستین کو ڈھانک لیا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ اپنے رومال سے ڈھانک لیا۔وہ کہتا ہے کہ میں ایک دم ایک بڑے جنگل میں پہنچ گیا جس میں نہر ہے اس کے پاس ایک درخت ہے اس میں اس نے وہ کنجیاں جو اس کی جھولی میں تھیں لٹکادیں اور خود قضاء حاجت سے فارغ ہوا اس نہر سے وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھے جب سلام پھیر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی آستین کو یا رومال کو اس پر سے اٹھالیا تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اسی مجلس میں ہے اور اس کے اعضاء پانی سے تر ہیں اور قضاء حاجت کی حالت جاتی رہی شیخ رضی اللہ عنہ اپنی کرسی پر ہیں گویا کہ وہ وہاں سے اترے ہی نہیں ۔وہ چپ رہا کسی سے ذکر نہ کیا اپنی کنجیوں کو گم پایا اور اپنے پاس نہ دیکھیں۔پھر وہ ایک مدت بعد بلادِ عجم کی طرف قافلہ تیار کر کے چلا۔بغداد سے چودہ دن تک چلے اور ایک منزل جنگل میں اترے جس میں نہر تھی تب وہ اس جنگل میں گیا کہ قضاء حاجت کرے۔کہنے لگا یہ جنگل اس جنگل سے بہت مشابہ ہے اور یہ نہر اس نہر کے مثل ہے اور اس دن کے واقعہ کو یاد کیا تو اتفاقاً وہی نہر وہی زمین وہی درخت وہی قضاء حاجت کی جگہ نکلی۔جو اس روز دیکھی تھی تب اس کو پہچان لیا اور کوئی بات نہ بھولی۔اپنی کنجیوں کو اسی درخت میں معلق پایا۔پھر جب بغداد کی طرف لوٹے تو وہ شیخ رضی اللہ عنہ کی جناب میں آیا کہ آپ کو خبر دے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی خبر دینے سے پہلے کان پکڑ کر فرمایا کہ اے ابوالمعالی! میری زندگی میں کسی سے یہ ذکر نہ کرنا وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت کرتا رہا حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا۔

شیخ رضی اللہ عنہ کے تصرف سے علماء کا علم جاتا رہنا:

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی قطفنی رحمۃ اللہ علیہم نے کہا خبر دی ہم کو شیخ علی بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہما نانبائی نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں زاہران میں سیدی شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ عنہ کی مجلس سماع میں حاضر ہوا تھا۔اس میں مشائخ وصلحاء،فقہاء ،قراء کی ایک جماعت موجود تھی جب مشائخ کو سماع کا مزہ آیا (یعنی وجد میں ہوئے) تو فقہاء وقرأ نے اپنے اپنے دلوں میں انکار کیا۔تب شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ عنہ نے ان فقہاء وقراء پر چکر لگایا۔ان میں سے جب کسی پر کھڑے ہو کر دیکھتے تو وہ اپنے سینے سے تمام علم وقرآن کو مفقود پاتا۔یہاں تک کہ ان کے اخیر تک پہنچے وہ سب چل دیئے اور ایک مہینہ ان کی یہ کیفیت رہی (یعنی محض بے علم بن گئے) پھر سب کے سب شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں چومے آپ سے معافی مانگنے لگے تب شیخ رضی اللہ عنہ نے ان کیلئے دسترخوان بچھوایا۔انہوں نے کھانا کھایا شیخ رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے ساتھ کھایا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک لقمہ کھلایا تب ان میں سے ہر ایک نے جو کچھ علم گم کیا تھا اس شیخ رضی اللہ عنہ کے لقمہ کی برکت سے سب پالیا پھر وہ خوشی خوشی گھروں کو لوٹ گئے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۹۹)

تانبے کے برتن شیخ کی توجہ سے بعض چاندی اور بعض سونے کے بن گئے:

راوی کہتا ہے کہ ان کے پاس ایک مغربی شخص بھی آیا جس کا نام عبدالرحمان بن احمد شبیلی تھا۔اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک سونے کی ڈلی رکھ دی اور ان سے کہا اے میرے سردار! یہ میری ترکیب سے ہے۔فقراء کیلئے پیش کرتا ہوں پھر شیخ رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے کہا کہ جس کے پاس تانبے کا برتن ہو وہ میرے پاس لے آئے ۔تب لوگ بہت سے تانبے کے برتن از قسم طشت طباق وغیرہ لائے ۔ان کو حکم دیا کہ حجرہ کے اندر رکھ دو۔آپ رضی اللہ عنہ اٹھے اور ان کی

طرف گئے پھر ان میں سے بعض سونے کے ہو گئے اور بعض چاندی کے بن گئے مگر صرف دو طشت باقی رہے۔ پھر شیخ رضی اللہ عنہ نے برتن والوں سے کہا کہ جس کا جو برتن ہو وہ لے لے پھر انہوں نے وہ برتن سونے چاندی کے لے لئے پھر عبدالرحمان سے کہا کہ اے فرزند عزیز! بے شک اللہ عزوجل نے ہم کو یہ سب کچھ دیا ہے لیکن ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ تمہارے ٹکڑۂ زر کی ہم کو حاجت نہیں پھر ہم نے ان سے برتنوں کے اختلاف کا سبب پوچھا تو کہا کہ جب میں نے کہا تھا کہ جس کے پاس کوئی برتن ہو تو وہ ہمارے پاس لے آئے۔ اب جو شخص میرے کلام پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے دل میں کوئی شبہ پیدا نہ ہوا تو اس کا برتن سونے کا بن گیا اور جس کے دل میں شبہ پیدا ہوا۔ اس کا برتن چاندی بن گیا اور دو شخصوں کے دل میں مجھ سے بدظنی پیدا ہوئی۔ تو ان کے برتن نہ بدلے۔

(بہجۃ الاسرار ص ۴۴۶)

حضرتِ امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ فرماتے ہیں:

بہ ((حکیم صدر)) در بیان سلامتی قلب و نسیان او مر مادون حق را سبحانہ

اھلُ اللّٰہ، اَطِبَّاءِ اَمْراضِ قلبیہ اند۔ ازالۂ عللِ باطنیہ، منوط بہ توجہ این بزرگواران است۔ ((ھم کلام ایشان دواست و نظر ایشان شفا (**ھم قوم لایشقی جلیسھم وھم جلساءُ اللہ بھم یمطرون و بھم یرزقون**)۔

رأس امراض باطنیہ و رئیس علل معنویہ، گرفتاری قلب است بہ مادون حق۔ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔ و تا ازین گرفتاری بہ تمام آزادی میسر نشود۔ سلامتی محال است۔ چہ شرکت را در آن حضرت جل سلطانہ اصلاً بارنیست (اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ) (الزمر / ۳)

حکیم صدر کی طرف صادر فرمایا۔ سلامتی قلب اور اس کے غیر حق سبحانہ کو بھلا دینے کے بیان میں۔ اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں۔ باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے۔ ان

کا کلام دوا اور ان کی نظر شفاء ہے۔

حدیث پاک میں وارد ہے۔ ھم قوم لایشقی جلیسھم، یعنی یہ ایسی قوم ہے جن کا ہم نشین بدنصیب نہیں۔ (بخاری و مسلم)

وھم جلساء اللہ، یعنی یہ لوگ اللہ کے ہمنشین ہیں۔ بھم یمطرون وبھم یرزقون، (بخاری شریف) انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور انہی کی برکت سے رزق ملتا ہے۔ امراض باطنی اور علل معنوی میں سب سے بڑی بیماری دل کی غیر حق تعالیٰ کے ساتھ گرفتاری ہے۔ جب تک اس گرفتاری سے پورے طور پر نجات حاصل نہ ہو سلامتی قلب کا نصیب ہونا محال ہے۔ کیونکہ اس ذات اقدس جل سلطانہ کے لیے کسی اور کی شرکت کا قطعاً کوئی دخل نہیں۔

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ،

ترجمہ: سن لو خالص دین صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔ (سورۂ زمر: ۳)

(مکتوبات امام ربانی، دفتر، اوّل، مکتوب ۱۰۹، ج۱، ص، ۲۷۸، مرکز بخش: زاھدان، خیابان خیام، صدیقی، تہران)

شرح:

زیر نظر مکتوب گرامی میں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز اہل اللہ کے فیوض و برکات و توجہات اور ان کی صحبت و مجلس کی فوائد و ثمرات کا تذکرہ فرما رہے ہیں در اصل اہل اللہ امراض باطنیہ اور علل معنویہ کے طبیب ہوتے ہیں اس لئے سالک کو اپنے ذاتی مفادات نفسانی خواہشات اور دنیاوی اغراض کو پس پشت ڈال کر ہمیشہ ان کا نیازمند رہنا چاہیئے تا کہ ان کی توجہات قدسیہ اور ارشادات عالیہ کی بدولت اسی قلبی امراض اور ماسواء اللہ کی محبت سے نجات حاصل ہو جائے۔ بقول شاعر۔

ہم نشینی اولیاء چو کیمیا است　　　کیمیائے خود بایں خوبی کجا است

حضرت شیخ ابوبکر بن سعدان رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں :

،من صحب الصوفیة فلیصحبھم بلا نفس ولا قلب ولا ملك فمتی نظر الی شئ من اشیائه قطعه ذالك عن بلوغ مقصده۔

ترجمہ: یعنی جو شخص صوفیاء کی صحبت اختیار کرے تو اسے چاہیے کہ بے نفس و بے قلب اور بے ملکیت ہو کر ان کی صحبت اختیار کرے۔ پس جب وہ اپنی اشیاء میں سے کسی شئے کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اسے مقصود تک رسائی سے روک دیتی ہے۔ (مکتوبات معصومیہ ج۲ مکتوب ۱۱۰)

بلکہ بقول شاعر طالب صادق کی کیفیت یوں ہونی چاہیے

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام　　　دل ترا مے طلبد دیدہ ترا مے خواہد

حضرت رسول اکرم ﷺ نے ایک مثال کے ذریعے اچھی اور بری صحبت کا تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

إِنَّمَا مَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ , وَجَلِيسِ السَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ , وَنَافِخِ الْكِيرِ , حَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ , وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ , وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً , وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ , وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً " رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ , وَمُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ , عَنْ أَبِي كُرَيْبٍ , عَنْ أَبِي أُسَامَةِ ۔

(شعب الایمان ج۱۲ ص ۴۳، مشکوۃ شریف ج۲ ص ۴۲۶)

ترجمہ: یعنی اچھے اور برے مصاحب کی مثال کستوری اٹھانے اور بھٹی دھونکنے والے جیسی ہے۔ کستوری اٹھانے والا یا تمہیں کستوری تحفے میں دے گا یا تم اس سے خرید و گے یا تمہیں اس کی خوشبو آئے گی اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تم کو اس کی ناگوار بدبو آئے گی۔

عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو یوں بیان فرمایا ہے:

نیکاں لوکاں دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں

سودا بھانویں مول نہ لیے حلّے آوَن ہزاراں

بریاں لوکاں دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں

کپڑے بھانویں کنج کنج بہیے چنگاں پین ہزاراں

جب کوئی مرید صادق کسی اہل اللہ کی صحبت میں عقیدت و نیازمندی سے سرشار ہو کر چند لمحے گزارتا ہے تو باہمی اخلاص کی بدولت اس مقام کی فضا میں لطافت اور مٹی میں شرافت آجاتی ہے کیونکہ وہاں رحمتوں کا ورود اور فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حم سجدہ آیت ۳۰) سے واضح ہے۔ بقول شاعر

آسمان سجدہ کند پیش زمینے کہ درو

یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند

چونکہ اہل اللہ، اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندے اور اس کے جلیس و ہم نشین ہوتے ہیں اس لئے گناہگار بھی ان کی مجلس سے محروم نہیں لوٹتے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اہل اللہ کو مغفرت کا مژدہ سنایا تو فرشتوں نے عرض کی۔ رَبِّ فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ، إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ، قَالَ: فَيَقُولُ: وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ ۔ یعنی اے رب تعالیٰ ان میں فلاں شخص بڑا گناہگار تھا وہ تو فقط گزر رہا تھا کہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں نے اسے بھی بخش دیا کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار الرقم ۲۶۸۹، باب فضل مجالس الذکر ج۴ ص ۲۰۶۹، احمد بن حنبل فی المسند، ج ۲ ص ۲۵۲، الرقم: ۷۴۲۰، والمنذری فی الترغیب والترہیب، ج۲ ص ۲۵۹ الرقم ۲۳۱۶)

ایک روایت میں یوں ہے کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے فِیہِمۡ فُلَانٌ لَیۡسَ مِنۡھُمۡ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَۃٍ. قَالَ: ھُمُ الجُلَسَاءُ لَا یَشۡقَی بِہِمۡ جَلِیسُھُم " ان میں ایک شخص ایسا بھی ہے جو ان میں سے نہیں بلکہ وہ تو کسی کام کیلئے آیا تھا۔ ارشاد فرمایا یہ وہ ارباب مجلس ہیں کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا شخص کبھی بدبخت نہیں ہوتا (صحیح البخاری ،باب فضل ذکر اللہ ج ۸ ص ۸۶، مشکوۃ ص ۱۹۷)

حضورا کرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: هَلۡ تُنۡصَرُونَ وَتُرۡزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِکُم ۔یعنی ضعیفوں کی بدولت تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تم کو رزق دیا جاتا ہے۔

(مشکوۃ ۴۴۶، صحیح البخاری ج ۴ ص ۳۶، شرح السنۃ للبغوی باب فضل الفقراء، ج ۱۴ ص ۲۶۴)

نیز حضورا کرم ﷺ نے یوں بھی ارشاد فرمایا: یُسۡقَی بِہِمُ الۡغَیۡثُ، وَیُنۡتَصَرُ بِہِمۡ عَلَی الۡأَعۡدَاءِ ،یعنی ان اہل اللہ کی برکت سے بارشیں برستیں اور دشمنوں پر فتح و نصرت عطا ہوتی ہے۔

(مشکوۃ ۵۸۳ ،فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۹۰۶ ،مسند احمد الرسالہ ج ۲ ص ۲۳۱)

اقبال مرحوم نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضاء لئے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں
تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

اسی طرح حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی ،حنفی ،نقشبندی ،قدس سرہ اپنے مکتوبات میں مکتوب نمبر ۱۶۸ البینات جلد چہارم میں فرماتے ہیں: متن: نسبت ایشاں فوق ہمہ

نسبتہا آمدہ کلام ایشاں دواء امراض قلبیہ است و نظر شان شفاء علل معنویہ تو جہ وجیہہ ایشاں طالبان را از گرفتاری کونین نجات می بخشد و ہمت رفیع شان مریداں را از خضیض امکاں بذروۂ وجوب می برد... لیکن دریں اوان کہ آن نسبت شریفہ عنقاء مغرب گشتہ است۔

ترجمہ: ان کی نسبت تمام نسبتوں پر غالب آگئی ہے۔ ان کا کلام قلبی امراض کیلئے دوا اور ان کی نظر روحانی بیماریوں کیلئے شفا ہے اور ان کی زبردست توجہ طالبوں کو دونوں جہاں کی گرفتاری سے نجات بخشتی ہے۔ ان کی بلند ہمت، مریدوں کو امکان کی پستی سے وجوب کی بلندی پر لے جاتی ہے... لیکن اس زمانے میں یہ نسبت شریفہ عنقائے مغرب ہوگئی ہے۔

شرح: یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز طریقت نقشبندیہ کی فوقیت اور مشائخ نقشبندیہ کی توجہات قدسیہ کی برکات کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔ دراصل خواجگان نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کی نسبت و توجہ و کلام اس قدر قوی اور پر تاثیر ہوتی ہیں جن کی بدولت انکے مریدین کے باطن کا تصفیہ اور نفوس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور وہ ہر ما سویٰ سے چھٹکارہ حاصل کر کے توحید عیانی، وصل عریانی اور تجلی ذاتی دائمی سے شادکام اور فیضیاب ہوتے ہیں۔ مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ العزیز نے خوب کہا۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

مرور زمانہ، لوگوں کی کم ظرفی اور دوں ہمتی کی وجہ سے نسبت نقشبندیہ کبریت احمر کی مانند کمیاب، پوشیدہ اور عنقاء ہوگئی ہے۔ چونکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے نسبت نقشبندیہ کو" عنقائے مغرب ،، سے تشبیہ دی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عنقائے مغرب کے متعلق قدرے وضاحت کر دی جائے تاکہ فہم مکتوب میں سہولت رہے۔ وباللہ التوفیق۔

عنقاء مغرب ایک عجیب الخلقت اور مقطوع النسل دراز گردن پرندہ ہے جسے فارسی میں سیمرغ کہتے ہیں

چنانچہ روایت ہے! اللہ تعالیٰ نے دوراول میں ایک پرندہ تخلیق فرمایا جسے عنقاء کہا جاتا تھا۔ بلاد حجاز میں اس کی نسل کثرت سے پائی جاتی تھی۔ وہ بچوں کو اچک کرلے جاتا تو لوگوں نے قبیلہ بنی عبس کے سردار خالد بن سنان سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے اس کی انقطاع نسل کیلئے دعائے ضرر فرمائی، اس لئے وہ نابود ہو گیا۔ اب بزم گیتی میں محض اس کا نام باقی ہے۔ (کنز العمال ج ۱ اص ۳۳۷)

دلیل: قطب الارشاد حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ الغفار نسبت نقشبندیہ کی جامعیت وعظمت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم آں نسبت شریف کہ جامع جمیع نسبتہا ست وخلاصہ ومنتہائے مجموع طریقہا ست۔ (فقرات ص ۳۸) یعنی نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم وہ نسبت شریفہ ہے جو جمیع نسبتوں کی جامع ہے اور تمام طریقوں کا خلاصہ ومنتہا ہے۔ ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ خواجگان ایں سلسلہ علیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم بہر زراقی ورقاصی نسبت ندارد کارخانۂ ایشاں بلند است اس سلسلہ عالیہ کے خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم کسی مکار اور رقاص کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے، ان کا کارخانہ بلند ہے۔

(مکتوب نمبر ۱۶۸ البینات جلد چہارم)

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز مکتوبات شریف میں لکھتے ہیں کہ:

بہ برکت توجہ حضرت ایشاں بحقیقت بندگی رساندو عروج برفوق محدد بسیار واقع شد بعد از طی مسافت چوں پر فوق محدد رسید دار الخلد از آنجا بماتحت مشہود گشت وفوق محدد آں مقدار عروج واقع شد کہ از مرکز خاک تا محدد یا اند کہ کمتر از ین۔

ترجمہ: اپنے شیخ مبارک کی توجہات کی برکت سے حقیقت بندگی نصیب ہوئی اور میرا عروج محدد سے اوپر واقع ہوا یعنی جب پہلی مرتبہ عروج واقع ہوا اور میں عرش پر پہنچا اور جنت عرش کے نیچے مشاہدے میں آئی اور پھر محدد سے اتنا عروج واقع ہوا کہ زمین کے مرکز سے لے کر محدد تک

یا اس سے کم۔ (مکتوب نمبر ۱ ج ۱ ص ۴)

شرح: حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جب مجھے پہلی بار فوق العرش عروج روحانی نصیب ہوا تو میں نے جنت کو عرش کے نیچے دیکھا۔ آپ کا یہ کشف وشہود فرمان نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کے عین مطابق ہے۔

حدیث میں ارشاد ہے۔ **سقفها عرش الرحمٰن**۔ یعنی عرش جنت کی چھت ہے۔

(تفسیر خازن ج ص ۲۸۳)

اسی طرح حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

الجنة فوق السموات تحت العرش۔ یعنی جنت آسمانوں کے اوپر عرش کے نیچے ہے۔

(تفسیر خازن ج ص ۲۸۳)

اور اسی پر اکثریت کا اتفاق منقول ہے۔ واضح رہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے مکشوفات اور مشاہدات علوم شرعیہ کے عین مطابق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نسبت مجددیہ میں اتباع شریعت اور التزام سنت کا لحاظ غالب ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم امر کے پانچوں لطائف کا وطن اصلی عرش کے اوپر ہے لہذا حکمائے یونان کا یہ قول کہ" عرش سے اوپر کچھ نہیں،، محض باطل ہے۔

توجہ بھی کرامت کی مانند ہے

حضرت محمد ہاشم کشمیؒ فرماتے ہیں: خارق اول آنکہ یکی از فضلای دہلی کہ بکری بعقد ورآوردہ بود سالہا رفتہ او را فتحی روی ندادہ از اوعیہ وادویہ اثر ندیدہ چون وصف ایشان شنیدہ روزے کہ ایشان بجای سوارہ میرفتہ اندو رعنان درآمدہ بہ نیاز تمام قصّہ را معروض داشتہ التماس زوال عنیت نمودہ حضرت خواجہ را دل بر شفقت کشودہ از مرکب فرود آمدہ او را در کنار شریف کشیدہ مُعانقہ سخت نمودہ اندو فرمودہ اند کہ رفتہ متوجہ شوید کہ فتح ست دی ہمان لحظہ درخود قوت غریب دیدہ رفتہ وبسہولت تمام

ہماں لحظہ فتح نمودہ

ترجمہ: ایک کرامت یہ ہے کہ دہلی کے ایک فاضل نے ایک لڑکی سے شادی کی لیکن کئی سال تک دوری جیسی رہی۔ دوا اور دعا بھی مفید نہ ہوسکی آپ کی تعریف سن کر آپ کے پاس آیا۔ آپ سواری پر کہیں جا رہے تھے۔ اس نے گھوڑے کی لگام پکڑ کر آپ سے اپنا حال بیان کیا اور مقصد میں کامیابی چاہی۔ آپ سواری سے اتر پڑے اور زور سے تین دفعہ اس سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس شخص میں بھر پور قوت آگئی اور وہ کامیاب ہوا۔

(برکات احمدیہ، نام دگر زبدۃ المقامات، ص، ۲۱،)

باطنی امراض کا بزرگان دین کی توجہ سے ازالہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ لکھتے ہیں :

به (حکیم صدر) در بیان سلامتی قلب و نسیان او مر مادون حق را سبحانه أهل الله، اطباء امراض قلبیه اند۔ ازالۂ علل باطنیه، منوط به توجه این بزرگواران است۔ ((هم کلام ایشان دوا است و نظر ایشان شفا ((بهم [است] قوم لا یشقی جلیسهم وهم جلساء الله)) یمطرون وبهم یرزقون))۔ رأس امراض باطنیه ورئیس علل معنویه، گرفتاری قلب است به مادون حق۔ سبحانه وتعالیٰ، و تا از این گرفتاری به تمام آزادی میسر نشود۔ سلامتی محال است۔ چه شرکت را در آن حضرت جل سلطانه اصلا بار نیست (الا لله الدین الخالص) (زمر/۴)

حکیم صدر کی طرف صادر فرمایا۔ سلامتی قلب اور اس کے غیر حق سجانہ کو بھلا دینے کے بیان میں۔ اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں۔ باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے۔ ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفاء ہے۔ حدیث پاک میں وارد ہے۔ **ھم قوم لا یشقی**

جلیسھم یعنی یہ ایسی قوم ہے جن کا ہم نشین بدنصیب نہیں (بخاری، مسلم)۔ **وھم جلساء لا یشقی جلیسلم**، یعنی یہ لوگ اللہ کے ہمنشین ہیں۔ **بھم یمطرون وبھم یرزقون**، یعنی انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور انہی کی برکت سے رزق ملتا ہے۔ امراض باطنی اور علل معنوی میں سب سے بڑی بیماری دل کی غیر حق تعالیٰ کے ساتھ گرفتاری ہے، جب تک اس گرفتاری سے پورے طور پر نجات حاصل نہ ہو سلامتی قلب کا نصیب ہونا محال ہے۔ کیونکہ اس ذات اقدس جل سلطانہ کے لئے کسی اور کی شرکت کا قطعاً کوئی دخل نہیں۔ **أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ** (سن لو خالص دین صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔

(مکتوبات امام ربانی ج ۱ مکتوب ۱۰۹، ص ۲۷۸)

فنا میں اولیاء کرام کا تصرف

نقل کردند خدمت خواجہ علاء الحق والدین عطر اللہ تربتہ کہ روزی قدم مبارک حضرت خواجہ ما را می مالیدم و اتفاقاً شریف زادہ در آن صحبت حاضر بود و خواجہ سخن در مقام فنا می گفتند۔ در آن اثنا فرمودند کہ اولیا را در فنا تصرف می دھند۔ آن شریف زادہ از حضرت خواجہ سوال کرد کہ اولیا در فنا چگونہ تصرف می کند؟ خواجہ قدم مبارک خود را بہ سینہ من رسانیدند۔ در من کیفیتی پیدا شد و از خود رفتم۔ آن عنایت پیش از وقت نماز دیگر بود، تا وقت نماز بامداد داشت۔ چون بہ جای اصلی باز آمدم و بہ حضرت خواجہ مشرف گشتم، فرمودند ما این معاملت با تو بجھت آن کردیم کہ آن شریف زادہ را یقینی بحالی درویشان بحاصل آید۔

یعنی ”حضرت خواجہ علاء الحق والدین عطر اللہ تربتہ نے نقل فرمایا کہ ایک روز میں حضرت خواجہ ما قدس اللہ روحہ کی خدمت اقدس میں آپ کے قدم مبارک مل رہا تھا۔ اتفاق سے ایک شریف زادہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مقام فنا کے بارے میں گفتگو

فرمارہے تھے۔ اسی وقت آپؒ نے فرمایا کہ اولیاء کرام فنا میں تصرف کرتے ہیں۔ اس شریف زادہ نے حضرت خواجہؒ سے سوال کیا اولیاء فنا میں کیسے تصرف کرتے ہیں؟ حضرت خواجہؒ نے اپنا قدم مبارک میرے سینے پہ رکھا تو مجھ میں ایک کیفیت پیدا ہوگئی اور میں از خود رفتہ ہوگیا۔ مجھ پہ یہ عنایت نمازِ عصر سے لے کر نماز صبح تک رہی۔ جب میں اصلی حال میں لوٹ آیا تو حضرت خواجہؒ سے مشرف ہوا آپ نے فرمایا ہم نے تیرے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا ہے کہ اس شریف زادہ کو درویشوں کے حال پر یقین ہو جائے۔ (انیس الطالبین عدۃ السالکین، ص ۹۹)

اولیاء کرام کی توجہ کی برکت سے جذب وسکر میں رہنا:

حضرت زبدۃ المؤرخین عمدۃ المحققین علامہ مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

شیخ بہاؤالدین والدین نقشبند تفویض فرمود چوں شاہ متوجہ حال وہ شد حالتے روداد کہ مدام در جذبہ قوی وسکر بودی وقطع علائق نمود وہرگز با کسی انس وآرام نمی گرفت۔

یعنی حضرت سیدنا شیخ المشائخ میر برہان بن سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں جب بزرگ والدین نقشبند سرتاج الاولیاء بہاء الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توجہ کی تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر وقت جذب وسکر میں رہتے تھے۔ لوگوں سے قطع تعلق ہوگیا اور کسی کے پاس آرام نہیں ملتا تھا۔

(خزینۃ الاصفیاء، جلد ا ص ۵۶۵)

اولیاء کرام کا خواب میں توجہ پر تصرف:

حضرت فخر صوفیاء علامہ نورالدین محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی قدس سرہ لکھتے ہیں:

وہم ایشان (حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ) فرمودند کہ خواجہ بزرگ (بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) را در خواب دیدم کہ در من تصرف کردند و من بیخود بیفتادم۔ چون با

خود آمدم، خواجہ از من گذشتہ بودند، خواستم کہ در عقب بروم۔ پایمای من در ھم می پیچید۔ بہ محنت بسیار بہ خواجہ رسیدم۔ فرمودند کہ مبارک باد۔

یعنی حضرت سیدنا شیخ کبیر خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے کہ خواجہ بزرگوار (امام طریقہ بہاء الحق عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو توجہ کرتے تھے۔ میں بے خود پڑ گیا تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تھے، میں نے چاہا کہ آپ کے پیچھے جاؤں لیکن میرے پاؤں لڑکھڑا گئے۔ بڑی محنت سے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو مبارک باد ہو۔

(نفحات الانس من حضرات القدس، صفحہ ۴۱۶)

اولیاء کرام کا بعد الوفات توجہ اور تصرف اور مقامات طے کروانا:

قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ حاجی محمد فضل اللہ مجددی لکھتے ہیں: خدمت ایشان بعد وصال والد صاحب کمال پنجاہ وشش سال بر مسند ارشاد و اکمال اتکا داشتند و از ان جملہ شش سال بکسب زوائد فوائد چنانچہ ایما بر آن رفتہ بخدمت حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلوک نمودند از نسبت ھائی مخصوص ایشان بھرہ ور شدہ فقیر از زبان مبارک حضرت شاہ عطاء اللہ قدس سرہ کہ والد والدہ فقیر اند شنیدہ ام وخدمت ایشان از اکابر مسموع داشتند کہ روزی جناب حضرت عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ بحضرت وحدت قدس اللہ تعالیٰ سرہ فرمودند کہ وعدہ بتومی نمایم کہ چھل توجہ بتو عنایت نمایم وبھر توجہ آن قدر ترقی در حال تو خواھد شد کہ در مدت مدید حصول آن بدشواری باشد از ان جملہ سی وچھار توجہ عنایت شدہ بود کہ مقدمہ انتقال حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعام رخ نمود پس از این واقعہ جان کاہ روزی حضرت وحدت قدس اللہ تعالیٰ سرہ بر قبر متبرک ایشان رفتہ معروض داشتند کہ از جملہ توجہ ہائے موعود شش عدد توجہ باقی است امید از الطاف حضرت آنکہ بوفا انجامد

بایشان چنان ایماشد کہ برقبر متوجہ شدہ بنشین تا آنچہ معدود و موعود جود ایفارود خدمت حضرت وحدت عرض نمودند کہ وعدہ درحالت حیات بود الحال نیز بہ ہیبت حیات شدہ توجہ عنایت شود معلوم ایشان شد کہ درخلوت آمدہ باش یعنی وقتیکہ دیگرے برقبر حاضر نہ باشد ایشان وقت را مراعت نمودہ برقبر مبارک می رفتند وحضرت عروۃ الوثقی بہ ہیئت حیات شدہ از قبر مبارک خروج می فرمودند وتوجہ می دادند روز ششم کہ اتمام موعود بود حضرت وحدت قدس سرہ سیاہی وقلم ہمراہ داشتند بعد از فراغ توجہ عرض نمودند کہ بدستخط مبارک نوشتہ عنایت شود کہ آنچہ بعبد الاحد وعدہ رفتہ بود کہ چھل توجہ خواہم داد از آنھا سی و چہار توجہ درحالت حیات دادہ شدہ بود شش توجہ باقی رابہیئت حیات شدہ ایفائ موعود اداشد خدمت حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ العزیز رابدستخط مبارک خود عبارتے کہ قرین این مدعا بودہ باشد نوشتہ دادند حضرت وحدت قدس سرہ آن نوشتہ رابسائر بنی اعمام خود نمودند ہمہ مخدوم زادہ گان دستخط والد شریف خود راشناختہ وحضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ بر پشت آن کہ کاغذ نوشتند ۔**ھذا ھو الحق الیقین بلی الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلون من دار الی دار۔**

ترجمہ : آپ اپنے والد محترم کے وصال کے بعد ۵۵ سال تک مسند ارشاد پر تشریف فرما رہے۔ اوران میں سے چھ سال کے لئے آپ کے حکم پر مزید فوائد کے حصول کے لئے روانہ ہوئے۔ اور حضرت خواجہ عروہ وثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور مخصوص نسبت سے بہرہ ور ہوئے۔ فقیر نے آپ کے متعلق اپنے نانا حضرت شاہ عطاء اللہ رحمہ اللہ کی زبان مبارک سے سنا ہے انہوں نے یہ اپنے اکابر سے سنا تھا کہ حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ رحمہ اللہ نے حضرت وحدت قدس اللہ سرہ سے وعدہ فرمایا کہ میں تمہارے اوپر چالیس توجہات کروں گا کہ جس سے تمہارے احوال میں اتنی ترقی ہوگی کہ ایک لمبی مدت میں اتنی ترقی حاصل کرنا محال ہے اس وعدہ کے مطابق ابھی ۳۴ توجہات کی تھیں کہ حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کا وصال مبارک ہوگیا۔ اس واقعہ جانکہ کے کچھ عرصہ

بعد حضرت خواجہ وحدت قدس سرہ آپ کی قبر مبارک پر گئے وہاں جا کر عرض کیا کہ حضور آپ نے مجھ سے چالیس توجہ کا وعدہ کیا تھا ابھی ان میں سے ۳۴ مکمل ہوئی تھیں اور چھ رہتی تھیں کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے اور وعدہ مکمل نہ ہوا۔ امید ہے کہ آپ اپنے وعدہ کو مکمل فرمائیں گے۔ آپ کو اشارہ ہوا کہ اس فقیر کی قبر کی طرف توجہ کر کے بیٹھو تا کہ وعدہ مکمل ہو جائے۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ وعدہ حالت حیات کا تھا لہذا اب بھی حالت حیات میں یہ وعدہ مکمل ہونا چاہئیے۔ تو آپ کو پھر بتایا گیا کہ ہمارے پاس اس وقت آنا جب کوئی اور نہ ہو۔ تو حضرت نے اس قت پر نظر رکھی اور جانا شروع کیا، وہاں جا کر دیکھا کہ آپ اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لاتے ہیں اور توجہ فرماتے ہیں، چھ دن وعدہ کے مطابق ایسا ہی ہوتا رہا اور وعدہ مکمل ہو گیا۔

آخری دن آپ قلم سیاہی ساتھ لے گئے تھے فراغت کے بعد گزارش کی کہ آپ اپنے ہاتھ سے یہ تحریر فرمائیں کہ عبد الاحد کے پاس چالیس توجہ کرنے کا وعدہ کیا تھا جن میں سے ۳۴ حالت زندگی میں اور باقی چھ وصال کے بعد حالت زندگی میں آ کر مکمل چالیس کی ہیں۔ اور وعدہ مکمل کیا ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس اللہ سرہ نے اپنے ہاتھ سے اس کے مطابق عبارت لکھ کر دستخط بھی کئے حضرت وحدت قدس سرہ نے اپنے تمام چچا زادوں کو یہ لکھا ہوا دکھایا، سب اپنے والد محترم کے خط کو جانتے تھے۔ حضرت حجۃ اللہ رحمہ اللہ نے اس کاغذ کی پشت پر یہ لکھا : یہ حق الیقین ہے کیوں نہیں اولیاء اللہ فوت نہیں ہوتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان)

(عمدۃ المقامات، ص ۳۶۰)

خشک لکڑی پر توجہ کا اثر:

حضرت علامہ امام یوسف اسماعیل نبہانی لکھتے ہیں : **قال قدس اللہ سرہ رأیت الکعبۃ**

المطهرة تطوف بی تشریفاً منه تعالیٰ وتکریما لی، وقال ان الله اعطانی قوة عظیمة من امر الهدایة بحیث لو توجهت الی خشبة یابسة لاخضرت۔ یعنی حضرت امام مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے کعبہ مطہرہ کو دیکھا کہ اللہ کریم کی عطا فرمودہ میری عظمت کو دیکھ کر وہ میرا طواف کر رہا ہے اللہ کریم نے مجھے ہدایت کے معاملہ میں عظیم قوت عطا فرما رکھی ہے اگر میں خشک لکڑی پر توجہ ڈالوں تو وہ سبز ہوجائے۔ (جامع کرامات اولیاء ج ۱ ص ۴۹۲)

توجہ میں اثر ہے یا نہیں؟

حضرت علامہ شیخ بدرالدین نقشبندی مجددی سرہندی قدس اللہ سرہ لکھتے ہیں :

وقتے کہ حضرت ایشان قدس سرہ وے را خالفت دادہ رخصت بوطن مالوف کردند، گویند کہ در اثنائے راہ بخاطرش رسید کہ حضرت ایشان مرا اجازت تعلیم طریقہ فرمودند، در طالبان تصرف باید کرد۔ بارے بیاز مایم کہ مرا قوت و قدرت تصرف هست یا نہ و توجہ من اثرے دارد یا نے، ناگاہ ڈولی دختر کافرے کہ وے کہ خدا کردہ می بردند بنظر افتاد، تصرف را بروے سر دادم، بالفور آن عروسہ قطع نظر از حیائے کہ دختران را می باشد کردہ و بے اختیار شدہ از ڈولی خود را انداختہ بجانب شیخ بشتافت و خود را بر قدم وے انداخت۔ شیخ، نظر باثارت فتنہ کردہ مطلب کہ تجربۂ توجہ بود حاصل نمودہ تصرف خود را از وے باز داشت، همان ساعت وے حیاعود نمود باز گشت و در ڈولی نشست۔

حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ نے جب آپ (شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمہ اللہ) کو خلافت دے کر آپ کے وطن مالوف کی طرف رخصت کیا تو کہا جاتا ہے کہ آپ کو خیال آیا کہ جب حضرت نے مجھے تعلیم طریقہ کی اجازت دی ہے تو طالبوں میں تصرف کرنا چاہیئے میں آزما کر دیکھوں

کہ مجھے تصرف کی قوت اور ادرت ہے بھی یا نہیں اور میری توجہ میں اثر ہے یا نہیں ہے، اتفاق سے ایک کافر لڑکی کی ڈولی پر کہ جس کی ابھی شادی ہوئی تھی نظر پڑی میں نے اس پر تصرف کیا تو اس دلہن نے حیاء شرم جو لڑکیوں کو ہوتی ہے ترک کر کے فوراً بے اختیار ہو کر ڈولی میں سے چھلانگ لگائی اور شیخ کی طرف دوڑی ہوئی آئی اور ان کے قدموں پر گر پڑی، شیخ نے فتنے کو فرو کرنے کے لئے اور اپنا مطلوب جو توجہ کے تجربے کے لئے تھا، حاصل کر کے اس کی طرف سے اپنا تصرف واپس کرلیا تو اسی وقت اس کی حیاء واپس آگئی اور وہ پلٹ کر ڈولی میں بیٹھ گئی۔

(حضرات القدس ج ۲ ص ۳۴۰)

توجہ سے جذبہ، شوق اور رونے کی حالت ہوجانا:

حضرت خواجہ محمد عبدالکریم نقشبندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

بعض اوقات آپ کی توجہ کی یہ حالت ہوتی کہ تلقین کرنے کے بعد اسی وقت آدمی بے ہوش ہوجاتا تھا۔ اور جو بے ہوش نہیں ہوتے تھے، تو ان کے دل میں ذکر کا جوش اور عجیب حالت اور شہودِ حق کا ظہور ہوتا تھا۔ اکثر اوقات، آپؒ کے ساتھ توجہ میں مولانا غلام نبی اور سید جماعت علی شاہ صاحب بیٹھتے تھے، اور شاہ صاحب کی یہ حالت تھی کہ جس کی طرف توجہ کرتے تو اس کو اسی وقت جذبہ وشوق وگریہ ہوجاتا تھا۔ حافظ جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر آپ کی نظرِ مہربانی بہت تھی۔ جس روز آپؒ نے ان کو تلقین فرمایا اور باطنی توجہ سے معمور فرمایا تو حافظ صاحب کی یہ حالت تھی کہ مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپتے تھے۔ ایک برس تک ان کی یہی حالت رہی، اور تلقین کے بعد اسی وقت آپ نے تاج مبارک ان کے سر پر رکھا اور موزون کیا جس وقت مولانا و مرشدنا راولپنڈی تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا سیدیؒ آپ نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت جلدی موزون کیا ہے، تو آپؒ نے فرمایا میں حکم کا بندہ ہوں اور نیز شاہ صاحبؒ کی محبت اور علم وحلم

مجھے کو پسند آیا۔(ہدایۃ الانسان الی سبیل العرفان،ص ۱۱۲)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

وقد قال العارفون رضی اللہ عنہم۔من لا ینفع لحظہ لا ینفع قولہ

یعنی "جس کی توجہ نافع نہیں، اس کی باتیں بھی نفع نہیں دے سکتیں۔"

فالعارف من یسلک الناس وھم فی حرفھم

یعنی "پس عارف وہ ہے جو لوگوں کو ان کے کاروبار کی مشغولی ہی میں سلوک طے کرادے۔"

(الانوار القدسیہ فی بیان آداب العبودیہ،ص ۹۹)

مردہ دلوں کو توجہ سے زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

که پیر دل مرده را زنده گر دانیده است و به مشاهده و مکاشفه رسانیده (است) نزد عوام، احیای جسدی، عظیم الشان است و نزد خواص، احیای قلبی وروحی، برهان رفیع الشان است (خواجه محمد پارسا)۔ قدس سره در رساله (قدسیه) می فرماید که احیای جسدی پیش اکثر مردم چون اعتبار داشت، اهل الله از آن احیا اعراض نموده به احیای روحی پرداخته اندو متوجه احیای دل مردهٔ طالب گشته اند و الحق که احیای جسدی نسبت به احیای قلبی، کالمطروح فی الطریق است و نظر به این، داخل عبث چه، این احیا سبب حیات چند روزه است و آن احیا، وسیلهٔ حیات دائمی است، بلکه گوییم که فی الحقیقت وجود اهل الله کرامتی است از کرامات و دعوت ایشان مر خلق را به حق۔ جل سلطانه۔ رحمتی است از رحمت های حق۔ جل سلطانه۔ و احیای قلوب اموات، اینی است از آیت های عظمیٰ۔ ایشان

امان ارض اندو غنیمت روزگارند (بھم یمطرون و بھم یرزقون) در شأن شان است کلام شان دو است و نظر شان شفا۔ هم جلساء الله وهم قوم لا یشقیٰ جلیسهم ولا یخیب انیسهم۔

یعنی "پیر نے اس کے مردہ دل کو زندہ کرنا عظیم ہے۔اور خواص کے نزدیک روحانی اور قلبی طور پر زندہ کرنا بڑی بلند مرتبہ دلیل ہے۔خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اپنے رسالہ قدسیہ میں لکھتے ہیں کہ جسم کا زندہ کرنا چوں کہ اکثر آدمیوں کے نزدیک معتبر ہے۔اللہ والوں نے اس طرح زندہ کرنے سے منہ موڑا ہے،اور روحانی طور پر زندہ کرنے میں مشغول ہوئے اور طالب کے مردہ دل کو زندہ کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔اور صحیح بات تو یہ ہے کہ جسم کو زندہ کرنا دل کو زندہ کرنے کی نسبت بالکل بے کار چیز ہے۔اور اس پر نگاہ ڈالنا بھی عبث ہے۔کیونکہ جسم چند روزہ زندگی کا سبب ہے۔اور قلبی زندگی حیات دائمی کا وسیلہ ہے۔بلکہ ہم کہتے ہیں کہ فی الحقیقت اللہ والوں کا وجود بذات خود کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔اور ان کا لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف دعوت دینا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اور مردہ دلوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے۔یہ لوگ زمین والوں کے لئے امان ہیں اور زمانے کے لئے غنیمت ہیں۔(بھم یمطرون وبھم یرزقون) "ان ہی کے سبب بارشیں ہوتی ہیں اور انہی کے ذریعے لوگوں کو رزق ملتا ہے" ان ہی کی شان میں ہے۔ان کی گفتگو دوا ہے اور ان کی نظر شفا ہے۔یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم جلیس ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا، اور نہ ان سے دوستی رکھنے والا نامراد ہوتا ہے۔"

(مکتوبات امام ربانی،ج ۲ مکتوب ۹۲،ص ۲۸۲)

اللہ والے کے وضو کے پانی کی چھینٹوں سے بے خودی طاری ہوئی

شیخ روز بہان کبیر مصری رحمہ اللہ گازرونی الاصل ہیں مگر مصر میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں آپ سے رشد و ارشاد کا سلسلہ جاری ہوا۔ آپ اکابر صوفیاء اور اعاظم اولیاء اللہ سے ہیں۔ حضرت ابو النجیب رضؓ کے مختص لوگوں میں سے ہیں۔ حضرت جامی فرماتے ہیں ''از مریدان شیخ ابو النجیب سہروردی است'' (نفحات ص ۴۸۰) اور حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ فرماتے ہیں ''وشیخ روز بہان نسبت بحضرت ابو النجیب سہروردیؓ دارد'' (لطائف اشرفی ص ۳۷۶)۔ آپ اکثر عالم استغراق میں رہتے تھے۔ ''در اکثر اوقات در مقام استغراق می بودہ'' مگر باوجود اس کے شریعت کی اتباع و پابندی سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتے تھے۔ مصر میں آپ کی خانقاہ شریف فقرا و درویشوں کے لئے مرکز تھی۔ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ بھی آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور ایک مدت تک آپ کی تربیت حسب تعلیم و تلقین آپ کے ریاضات کرتے رہے۔ شیخ روز بہان کبیرؒ نے کئی مرتبہ آپ کو خلوت میں بٹھایا اور آپ سے متعدد چلے اور اربعین کرائے (نفحات الانس ص ۱۲)۔ اور لطائف اشرفی صفحہ ۳۷۵ پر ہے ''تکمیل و تحصیل سلوک الٰہی و عبور بر مقامات نامتناہی بحضرت شیخ روز بہان کبیر میسر شد۔'' حضرت نجم الدین کبریٰؒ بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت میں مصر پہنچا اور شیخ روز بہان کی خانقاہ میں داخل ہوا تو شیخ کے تمام مریدان و اصحاب کو مشغول و مراقب پایا۔ میری طرف کسی نے کوئی توجہ نہ کی اور صرف اپنے کام میں مصروف رہے۔ میں نے کسی دوسرے شخص سے دریافت کیا کہ شیخ کون اور کہاں ہیں؟ اس نے بتایا کہ شیخ خانقاہ سے باہر وضو فرما رہے ہیں۔ میں اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ شیخ تھوڑے سے پانی میں وضو کر رہے ہیں۔ میرے دل میں یہ خطرہ آیا کہ شیخ کو یہ مسئلہ شاید معلوم نہیں کہ اتنے قلیل مقدار پانی میں وضو جائز نہیں ہے۔ پھر ایسا شخص جسے ایسا مسئلہ بھی نہ معلوم ہو، شیخ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ادھر شیخ کو

انکشاف ہو گیا۔ آپ نے وضو کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو میرے منہ پر لا کر چند چھینٹیں دیں، پانی کی چھینٹیں میرے چہرے پر پڑنا تھیں کہ مجھ پہ بے خودی طاری ہو گئی۔ شیخ اپنی خانقاہ میں آئے اور دو رکعات شکرانہ وضو ادا فرمانے لگے۔ میں کنارہ پہ کھڑا رہا کہ نماز سے فارغ ہوں تو میں سلام کروں اور قدم بوس ہوں اسی درمیان میں مجھ پر بے خودی طاری ہو گئی اور میں اس عالم سے گزر گیا۔ اب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت قائم ہے اور دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے۔ لوگ گرفتار ہو کر اس میں ڈالے جا رہے ہیں۔ اور جہنم کے اوپر ایک پشتہ ہے جس پر ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو شخص یہ کہہ دیتا ہے کہ میں اس بزرگ سے تعلق رکھتا ہوں تو وہ بالکل رہا کر دیا جاتا ہے۔ اور دوسروں کو اس آگ میں جھونک دیا جاتا ہے۔ ناگاہ مجھے بھی فرشتے گرفتار کر کے دوزخ کی طرف لے چلے۔ میں کہنے لگا کہ مجھے اس بزرگ سے تعلق ہے۔ میری زبان سے یہ کلمہ سن کر مجھے چھوڑ دیا گیا۔ میں اس پشتہ کے اوپر پہنچا، دیکھا شیخ روز بہانؓ بیٹھے ہیں اور وہ بزرگ آپ ہی ہیں جن کے دامن پاک کے تعلق کی وجہ سے لوگ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گئے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر قدموں پر سر رکھ دیا۔ شیخ روز بہانؓ نے زور سے میری پشت پر ایک دھول ماری جس کی وجہ سے میں منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ شیخ نے دھول لگاتے ہوئے فرمایا: ''پیش ازین اہل حق را انکار کن؟'' یعنی بے سمجھے پہلے ہی سے اہل حق پر انکار کیا؟ زمین پر گرنے کے ساتھ ہی میں اس عالم سے عالم ہوش و حواس میں آیا اور اپنے آپ کو زمین پر پڑا پایا۔ اور شیخؓ بھی تحیۃ الوضو سے فارغ ہو چکے تھے۔ میں دوڑ کر قدموں پر جا گرا۔ شیخ نے عالم شہادت میں بھی اسی طرح ایک دھول مجھ پر رسید کی اور وہی جملہ فرمایا کہ ''پیش ازین اہل حق را انکار مکن'' اس وقت میرے قلب سے تمام خیالات و وساوس اور ساری کدورتیں دور ہو گئیں۔ (نفحات الانس ۴۸۴ تا ۴۸۸) حضرت شیخ روز بہان کبیر مصری قدس اللہ سرہ نے حضرت شیخ ابو النجاب نجم الدین کبریٰؒ کی

اپنی صاحبزادی سے شادی بھی کروادی تھی جن کے بطن مبارک سے حضرت نجم الدین کبریٰ کی متعدد اولاد ہوئی ۔(نفحات ص ۴۸۰)

(بحوالہ تذکرۃ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر السہروردی رحمہ اللہ، صفحہ ۱۴۶)

توجہ قسری:

خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان مجددی، قدس سرہ، فرماتے ہیں:

درین سال حضرت ایشاں توجہ قسری بفرزند چہارم حضرت خواجہ محمد اشرف دادند توجہ قسری آنرا گویند کہ دریک توجہ سالک راشیخ کامل از ابتدا تا انتہا برساند حضرت خواجہ محمد اشرف در بیاض بدستخط خود رقم نمودہ اند کہ حضرت ایشاں در کوشک نشستہ بودند مرا فرمودند سال در زندگانی من باقی ماندہ است با توجہ بر تو بکنم کہ تاحال ہیچ کس بر ہیچ مریدے نکردہ باشد وبعد ازین نیز نکند ومرا القاء نسبت کردند وتوجہ کامل دادند می فرمودند دریک توجہ مارا بمنتہائے کمالات الہیٰ مافوق آن متصور نباشد رسانیدن وتمامی این مقامات ولایت صغریٰ وکبریٰ وعلیا وکمالات نبوت وکمالات رسالت وحقیقت کعبہ وحقیقت قرآن وحقیقت صلوٰت وملاحت وصباحت وغیرہ باستقلال تمام در ہمہ نوقت مرا حاصل شد وجمیع این مقامات در فہمیدم الحمد للہ علی ذلک۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے چوتھے فرزند خواجہ محمد اشرفؒ پر توجہ قسری کی۔ توجہ قسری کا مطلب یہ ہے کہ ایک توجہ میں شیخ کامل سالک کو ابتداء سے لے کر انتہا تک پہنچا دیتا ہے حضرت خواجہ محمد اشرفؒ اپنے بیاض میں خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ محل میں بیٹھے تھے۔ مجھے فرمایا کہ اب میری زندگی کا صرف ایک سال اور ہے آؤ! میں تم پر ایسی توجہ کروں کہ اب تک کسی نے اپنے مرید پر نہ کی ہو۔ اور نہ آئندہ کوئی کرے۔ پھر مجھے القائے نسبت کیا اور کامل توجہ دے کر فرمایا کہ ہم نے تمہیں کمالات الٰہی کے انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ جس کے آگے وہم وخیال میں نہیں آسکتا

آنحضرتؒ نے ولایتِ صغریٰ۔ کبریٰ۔ علیا اور کمالاتِ نبوت و کمالات رسالت۔ حقیقتِ کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقتِ صلوٰۃ اور صباحت و ملاحت وغیرہ سب کچھ ایک ہی وقت میں مجھے حاصل کروا دیئے۔ چنانچہ ان تمام مقامات کا احساس میں اپنے آپ میں کرنے لگا۔ الحمد للہ علی ذٰلک۔

(روضۃ القیومیہ، ج ۲، ص، ۲۴۱)

حضرت علامہ شیخ بدرالدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، فرماتے ہیں:

قدسیہ: حضرت حق سجانہ از عنایت بے غایت خویش این درویش را آنقدر بخشیدہ است کہ اگر باین چوب خشک ہمت گمارم جہانے از وے منور گردد، اما این آخر زمان مرضی دادار جہان در اظہار آن نمی یابم۔

قدسیہ: آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انتہا عنایت سے اس فقیر کو اتنی قدرت عطا فرمائی ہے کہ اگر ایک خشک لکڑی پو توجہ دوں تو یہ عالم اس سے منور ہو جائے گا لیکن اس آخر زمانے میں اس طرح کی توجہ کے اظہار کیلئے اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں ہے

(حضرات القدس، ص، ۱۶۳، ناشر محکمہ اوقاف پنجاب لاہور) (حضرات القدس، ج ۲، ص ، ۱۸۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ توجہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

وللنقشبندية تصرفات عجيبة من جميع الهمة على مرادفيكون على وفق الهمة والتأثير فى الطالب ودفع المرض عن المريض وافاضة التوبة على العاصي والتصرف فى قلوب الناس حتى يحبوا ويعظموا وفى مداركهم حتىٰ تتمثل فيها واقعات عظيمة والاطلاع على نسبة اهل الله من الاحياء واهل القبور والاشراف على خواطر الناس ومايختلج فى الصدور و كشف الوقائع المستقبلة ودفع البلية النازلة وغيرها ونحن ننبهك على نموذج منها۔

ترجمہ: نقشبندیوں کے عجیب تصرفات ہیں ہمت باندھنا کسی مراد پر وہ مراد ہمت کے موافق اور طالب میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا اور عاصی پر توبہ کا افاضہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں تصرف کرنا تا کہ وہ محبوب اور معظم ہو جاویں یا ان کے خیالات میں تصرف کرنا تا کہ ان میں واقعات عظیمہ متمثل ہوں اور آگاہ ہو جانا اہل اللہ کی نسبت پر خواہ زندہ ہوں یا اہل قبور اور لوگوں کے خطرات قلبی پر اور جو ان کے سینوں میں خلجان کر رہا ہے اس پر مطلع ہونا اور وقائع آئندہ کا مکشوف

ہونا اور بلائے نازل کو دفع کر دینا اور سوائے ان کے اور بھی تصرفات ہیں اور ہم تجھ کو اسے کتاب کے دیکھنے والے ان میں سے بعض تصرفات پر آگاہ کرتے ہیں بطریق نمونے کے۔

طریقہ تاثیر طالب یعنی توجہ دادن: سالک کو توجہ کرنے کا طریقہ

اماھذہ التصرفات عند کبرآئھم اصحاب الفنآء فی اللہ والبقآء بہ فلھا شأن عظیم واماعند سائرھم فالتاثیر فی الطالب ان یتوجہ الشیخ الی نفسہ الناطقۃ ویصادمھا بالھمۃ التامۃ القویۃ ثم یستغرق فی نسبتہ با لجمعیۃ وھذا بعد ان تکون نفس الشیخ حاملۃ لنسبۃ من نسب القوم وکانت ملکۃ راسخۃ فیھا فتنتقل نسبتہ الی الطالب علی حسب استعدادہ ومنہ من یشوب بھذا التوجہ الذکر والضرب علی قلب الطالب واذا غاب الطالب فانھم یتخیلون صورتہ ویتوجھون الیھا۔

ترجمہ: اور اس قسم کے تصرفات کاملین نقشبندیوں کے نزدیک جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے لوگ ہیں تو انکی تو اور شان عظیم ہے اور اکابر کے سوا باقی متوسطین کے نزدیک طالب میں تاثیر کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ کی طرف متوجہ ہوکر اپنی پوری قوی ہمت سے ٹکرائیں پھر ڈوب جائیں اپنی نسبت میں جمعیت خاطر سے اور یہ تصرف اس کے بعد ہوگا کہ نفس مرشد کسی نسبت کا حامل ہو ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے اور اس نسبت کا اس کو ملکہ راسخہ ہو کہ ہر دم اس کے قابو میں ہو پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف منتقل ہوگی اسکی لیاقت اور استعداد کے موافق اور بعضے نقشبندی اس توجہ کی ساتھ ذکر کو اور طالب کی دل پر ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں اور جب کہ طالب غائب ہو تو اس کی صورت کو خیال کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو توجہ دیتے ہیں اس کی صورت کو تصور کر کے۔

حقیقت ہمت:

واما الہمۃ عن اجتماع الخاطر وتأکد العزیمۃ بصورۃ التمنی والطلب بحیث لا یخطر فی القلب خاطر سوی ہذا المراد

کطلب المآء للعطشان واخبرنی من اثق بہ ان من الشیوخ من یشتغل بالنفی والاثبات ویعنی بہ لا راد بہذہ الآفۃ اولا رازق او ما یناسب ہذا الا اللہ فانہ الفاعل بہذا الفعل۔

ترجمہ:

اور ہمت تو عبارت ہی اجتماع خاطر اور قصد کے مضبوط ہو جانے سے بصورت آرزو اور طلب کے اس طرح پر کہ دل میں کوئی خطرہ نہ سماوے سوا اس مراد کے جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اور مجھ کو خبر دی اس نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے کہ بعضے شیوخ نفی اور اثبات میں مشغول ہوتے ہیں اور لا الہ اللہ سے یہ ارادہ کرتے ہیں کہ آفت کا ٹالنے والا نہیں اور کوئی روزی دینے والا نہیں یا اس کے مناسب جو مدعا ہو سوائے اللہ کے۔

توجہ کے ذریعے سبب مرض:

وامارفع المرض فعبارۃ عن ان یتخیل نفسہ المریض وان بہ ھذا المرض ویجمع الھمۃ بحیث لا یخطر فی قلبہ خطرۃ دون ھذا فان المرض ینتقل الیہ وھذا من عجائب صنع اللہ فی خلقہ۔

ترجمہ: اور بیماری کا دور کرنا اس سے عبارت ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے اور یہ جانے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آوے سوائے اس تصور کے تو مریض کی بیماری اس شخص کی طرف منتقل ہو جاوے گی اور یہ امر عجائبات قدرت اور صنعت ایزدی سے ہے اس کی خلق میں۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی توجہ کی برکت سے ایک صاحب دل کے عجب کا علاج:

جیسے ظاہری مرض کی طرف اگر شیخ متوجہ ہوجائے اور اس بندے سے ظاہری بیماری دفعہ ہوجاتی ہے اسی طرح باطنی بیماریاں جو کہ تقریباً ننانوے ہیں وہ بھی شیخ کامل کی توجہ کی برکت سے ختم ہوجاتی ہیں ۔حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں ایک صاحب دل سید صاحب حاضر ہوئے ،ان کا دل ایسا ذاکر تھا کہ پاس بیٹھنے والے بھی ذکر کی آواز سنتے تھے ،خصوصاً جب وہ سوتے تھے تو دور دور تک ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی اور ان کو بعض مشائخ سے خلافت بھی حاصل تھی ،حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی اسی توقع سے حاضر ہوئے تھے ۔حضرت نے فرمایا کہ یہ صاحب استعداد ہیں مگر غلبہٗ ذکر اور خلافت مشائخ نے ان کو عجب وغرور اور خود پسندی میں مبتلا کردیا ہے اور ان کی راہ ترقی مسدود ہوگئی ہے ،لہٰذا ان کا علاج ان کے حالات سلب کرلینے سے ہوگا۔ چنانچہ دو روز بھی نہ گزرے تھے کہ حضرت نے ان کے حالات سلب کرلئے ۔سید صاحب نے جب اپنے کو بے حال پایا تو بہت پریشان ہوئے ،گریہ وزاری شروع کی اور اشک حسرت آنکھوں سے جاری ہوگئے ،لیکن حضرت نے ان کے حال پر ذرا التفات نہ کی ۔جب چند روز کے بعد ان کے دماغ سے عجب و پندار نکل گیا اور روتے روتے بری حالت ہوگئی تو حضرت نے ان کو خلوت میں طلب فرما کر ایسے مقامات عالیہ پر پہنچادیا کہ اس کا پہلا ذکر ان کے مقابلے میں زینہٗ اول حیثیت بھی نہ رکھتا تھا ،وہ سید صاحب خود بھی اپنی پہلی حالت کے نقص کے معترف ہوگئے ۔

(زبدۃ المقامات ص ۲۷۸ ،حضرات القدس دفتر دوم ص ۱۴۶)

طریقہ توبہ بخشی:

واما افاضة التوبة فصورته ان يتخيل نفسه ذلك العاصي بعد ان اثر فيه نوع تاثير كان نفسه افاضت الى نفسه ووقع بين النفسين اتصال ما ثم يستانف فيندم ويستغفر الله فان ذلك العاصي يتوب عن قريب۔

ترجمہ: اور افاضہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت اس عاصی شخص کے نفس کا تصور کرے بعد اس کے کہ کچھ اس میں تاثیر کرے اس طرح پر کہ گویا اس کی ذات اس کی ذات سے مل گئی اور دونوں میں اتصال پیدا ہوگیا پھر ندامت کا اظہار کرکے حق تعالیٰ سے استغفار کرے تو اس سے وہ عاصی بھی جلد توبہ کرے گا۔

طریقہ تصرف قلوب:

والتصرف في قلوب الناس حتى يحبوا اومداركهم حتى يتمثل فيها الواقعات صورته يصادم نفس الطالب بقوة الهمة ويجعلها متصلة بنفسه ثم يتخيل صورة المحبة اوالواقعة ويتوجه اليها بجامع قلبه فان المتوجه اليه يتاثر ويظهر فيه الحب وتتمثل له الواقعة ۔

ترجمہ: اور تصرف کرنا لوگوں کے دل میں تاکہ ان میں محبت آجاوے یا ان کی محل ادراک میں تصرف کرنا تاکہ ان میں واقعات متمثل ہوجاویں اس کا طریقہ یہ ہے کہ بقوت ہمت طالب کے نفس سے لڑے اور اس کو اپنے نفس سے متصل کرلے پھر محبت یا واقعے کی صورت کو خیال کرے اور ان کیطرف متوجہ ہو اپنے دل کی جمعیت سے تو اس میں اثر ہوگا جس کی طرف ہو اور اس میں محبت ظاہر ہوجاوے گی اور واقعہ اسکے ذہن میں صورت پکڑ جاوے گا۔

طریقہ اطلاع نسبت اہل اللہ:

واما الاطلاع على نسبة اهل الله فطريقه ان يجلس بين يديه ان كان حيا اوعند قبره ان كان ميتا ويفرغ نفسه عن كل نسبة ويفضي بروحه الى روح هذا الشخص زمانا حتى يتصل بها ويختلط ثم يرجع الى نفسه فكل ما وجد من الكيفية فهو نسبة هذا الشخص لامحالة ۔

ترجمہ:اوراہل اللہ کی نسبت سے مطلع ہونے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کے سامنے اگر وہ زندہ ہو یا اس کی قبر کے پاس بیٹھے اگر وہ مردہ ہو اور اپنی ذات کو ہر نسبت سے خالی کر ڈالے اور اپنی روح کو اسکی روح پہنچاوے چند ساعت یہاں تک کہ اس روح سے متصل ہو اور مل جاوے پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پاوے تو البتہ وہی اس شخص کی نسبت ہے۔

طریقہ اشرافِ خواطر:

واما الاشرف على الخواطر فطريقه ان يفرغَ نفسه ان كل حديث وخاطر ويفضى بنفسه الىٰ نفس هذا الشخص فان اختلج فى نفسه حديث من قبيل الانعكاس فهو خاطره۔

ترجمہ:اوراشراف خواطر یعنی دل کی باتوں کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کرے اور اپنے نفس تک پہنچادے پھر اگر اس کے دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق پرتوَ پڑنے کے تو وہی بات اس کے دل کی ہے۔

طریقہ کشفِ وقائع آئندہ: آئندہ کے حالات کا کشف حاصل کرنا:

واما كشف الوقائع المستقبلة فطريقه ان يفرغ نفسه عن كل شيئ الا انتظار معرفة هذه الواقعة فاذا انقطع عنه كل حديث وكان الانتظار كطلب الماء للعطشان جعل يربوا بنفسه زمانا بعد زمان الى الملاء الاعلى اوالسافل بقدر استعداده ويتجرد اليهم فانه عن قريب ينكشف عليه الامر بهتف هاتف اورؤية واقعة فى اليقظة اورؤيا فى المنام۔

ترجمہ:اورآئندہ آنے والے واقعات کے کشف کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو خالی کرے ہر چیز سے سوائے اس واقعے کے دریافت کے انتظار کے پھر جب اسکے دل سے ہر خطرہ منقطع ہو جاوے

اور انتظار اس مرتبہ پر ہو جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کرے بقدر اپنی استعداد کے اور ان ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو جلد اس پر حال کھل جاوے خواہ ہاتف کی آواز سے یا جاگتے میں اس واقعہ کو دیکھ کر یا خواب میں۔

طریقہ دفع بَلا:

واما دفع البلية النازله فطريقه ان يتخيل تلك البلية بصورتها المثالية ويتخيل مصادمتها ودفعها بقوة ثم يجمع همته علىٰ ذالك ويربوا بنفسه زمانا بعد زمان الىٰ حيز الملاء الاعلىٰ او السافل ويتجرد اليهم فانها عن قريب تندفع۔ والله اعلم۔

وشرط هذه التصرفات وما يجرى مجراها اتصال نفس المؤثر فيه والالمام بها والافضاء اليها والاصحاب التجريد من غواشى البدن يعرفون هذا الاتصال ويقدرون علىٰ تحصيله والله اعلم و هذا الذى ذكرنا من الاشغال هو الذى كان يختار سيّدى الوالد قدّس سره۔

ترجمہ: اور آنے والی مصیبتوں کے دفع کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس بلا و مصیبت کو اس کی صورتِ مثالی کے ساتھ خیال کرے اور اس کی مصادمت اور دفع کرنے کو بقوتِ تمام خیال کرے پھر اپنی ہمت کو اس پر مجتمع کرے اور اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا ملاء سافل کے مکان کی طرف بلند کرے اور ان ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو عنقریب وہ دفع ہو جاوے گی۔ واللہ اعلم۔

اور ان تصرفات کی شرط اور جو ان کے قائم مقام ہیں متصل کرنا ہے اثر دینے والے کے نفس کو اس کے نفس سے جس میں تاثیر کرنا منظور ہے اور ملا دینا اس کے ساتھ اور اس تک پہنچا دینا

اور جولوگ کہ بدن کے حجابوں سے پاک ہوگئے ہیں وہ اس اتصال کو جانتے ہیں اور یہ وہ اشغال ہیں کہ وہ اسکے حصول پر قادر ہیں واللہ اعلم اور یہ جو اشغال ہم نے ذکر کیے ہیں جن کو ہمارے والد مرشد پسند کرتے تھے۔ (شفاء العلیل القول الجمیل ص:۱۱۱ تا ۱۱۹)

ایک مرید کے دل سے غیر عورت کی محبت کا دور کرنا اپنی توجہ کی برکت سے:

خواجہ حسام الدین احمدؒ کے صاحبزادے خواجہ جمال الدین حسین اپنے والد بزرگوار کے حکم سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں سرہند شریف حاضر ہوئے۔ فرماتے تھے کہ جب میں خدمت عالی میں حاضر ہوا اور حضرتؒ نے مجھ کو ذکر کی تعلیم دے کر توجہ فرمائی تو تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا: میں تمہارے دل میں کسی عورت کی محبت کا نقش ایسا جما ہوا پاتا ہوں جس طرح کہ پتھر مٹی میں، سچ کہو کیا بات ہے جب تک کہ اس کی محبت کا نقش تمہارے دل سے نہ نکل جائے گا خدا کی محبت سے تم مستفیض نہیں ہوسکتے۔ میں نے کہا کہ پھوپھی کی کنیز سے میرا تعلق ہے اور میں اس کا شیفتہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے توجہ فرمائی اور اس کے تعلق سے میرے دل کو پاک کر دیا۔ اس کی محبت میرے دل سے اس طرح جاتی رہی گویا کبھی اس سے الفت ہی نہ تھی۔ (زبدۃ المقامات ص ۱۴۷۔۱۴۸)

آپ کی توجہ کا اثر:

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ابھی حضرت کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا تھا، میں نے حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کر کے یہ راز دریافت کیا" کہ کیا وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ہی صحبت میں غیر صحابی کامل اولیاء سے افضل ہوئے کیا اسی ایک صحبت میں ان پر کوئی ایسی حالت طاری ہوجاتی تھی کہ جس کے باعث وہ تمام اولیاء سے افضل

ہوگئے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں تحریر فرمایا "اس سوال کا حل صحبت وخدمت سے تعلق رکھتا ہے" اس درویش کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی صحبت بابرکت سے مشرف ہوا، اول ہی صحبت میں مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ اس کی شرح بیان میں نہیں آسکتی۔ آخر اسی روز حضرت نے مجھے بلا کر فرمایا "آج ہی تمہاری صورت حال کچھ اور ہوگئی ہے اسی سے اپنے سوال کا حل سمجھ سکتے ہو۔" (زبدۃ المقامات ص ۲۷۸)

حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی لکھتے ہیں:

عرض داشت کمترین بندگان احمد آنکہ مرشدِ علی الاطلاق جلّ شانہ بہ برکتِ توجہِ عالی بہر دو طریق جذبہ و سلوک تربیت فرمود و بہر دو صفت جمال وجلال مربی ست حالا جمال عین جلال ست وجلال عین جمال۔

ترجمہ: حضور کا کمترین خادم احمد عرض کرتا ہے کہ مطلق طور پر ھدایت کرنیوالے یعنی اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے آنجناب کی توجہ عالی کی برکت سے جذبہ اور سلوک کے دونوں طریقوں اور جمال وجلال کی دونوں صفتوں سے تربیت فرمائی ہے۔ اب جمال عین جلال ہے اور جلال عین جمال ہے۔

شرح:

ابتداء مکتوب میں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ذات حق سبحانہ وتعالی کے لئے" مرشد علی الاطلاق" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ کیونکہ رشد وھدایت دراصل اللہ تعالی کے فضل وکرم پر موقوف ہے اور وہی حقیقی طور پر مرشد وہادی ہے بندگانِ خدا پر لفظ مرشد وہادی کا اطلاق مجازاً ہے۔ بعد ازاں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اپنے متعلق جذبہ وسلوک کے دونوں طریقوں اور جمال وجلال کی دونوں صفتوں سے تربیتِ باطنی کی نعمت حاصل ہونے کا اظہار فرمایا ہے۔ اس مضمون کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ **وباللہ التوفیق**

جذبہ وسلوک کیا ہے۔۔۔؟

جذبہ: جذبہ سیرِ انفسی کا نام ہے اللہ تعالی کے فضل اور مرشدِ کامل کی توجہات سے سیر انفسی میں عالمِ امر کے لطائف کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور لطائف اپنی اصل میں فنا ہو جاتے ہیں یہ کیفیتِ جذب ہے اور اس تربیت کے حاصل کرنے والے کو مجذوب کہتے ہیں

سلوک: سلوک سیر آفاقی کا نام ہے۔ مرشدِ کامل کی ھدایت کے مطابق اتباعِ سنت وشریعت اور ریاضت ومجاھدہ کے ذریعے طہارتِ نفس وعناصر حاصل کرنا سیر آفاقی ہے۔ اس کو سلوک کہتے ہیں اور اس قسم کی تربیت حاصل کرنے والے کو سالک کہا جاتا ہے۔

جذبہ سلوک سے مقدم ہو تو ایسے مرید کو مجذوب سالک کہتے ہیں۔ اگر سلوک جذبے پر مقدم ہو تو ایسے مرید کو سالک مجذوب کہتے ہیں۔ حضراتِ نقشبندیہ جذبے کو سلوک پر مقدم رکھتے ہیں اسی لئے اکثر نقشبندی صوفیاء مجذوب سالک ہوتے ہیں دیگر سلاسل کے بزرگ سلوک کو جذبے پر مقدم کرتے ہیں اسی لئے ان کے اکثر صوفیاء سالک مجذوب کہلاتے ہیں۔

یہاں مجذوب کا عوام میں متعارف معنیٰ مراد نہیں بلکہ مجذوب کا لفظ توجہِ شیخ سے فیضیاب ہونے والے پابند شریعت صوفی پر استعمال فرمایا ہے۔

اقسامِ جذبہ

جذبہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جذبہ بدایت (۲) جذبہ نہایت

جذبہ بدایت کو جذبہ صوری اور جذبہ نہایت کو جذبہ حقیقی کہتے ہیں۔ جذبہ بدایت سلسلہ نقشبندیہ کا

خاصہ ہے جو حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کا خصوصی فیضان ہے۔ اندراج النہایت فی البدایت کا بھی یہی مفہوم ہے۔ جذبہ نہایت تمام سلاسل، طریقت میں مشترک ہے۔

تعبیراتِ جمال وجلال

صوفیاء کرام کے نزدیک جمال وجلال کے متعدد مفہوم ہیں مثلاً

(۱) جمال سے مراد اللہ تعالیٰ کا انعام واکرام ہے جو بصورتِ راحت ورحمت اور صحت وشفاء ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) جلال سے مراد اللہ تعالیٰ کا قہر وغضب ہے۔ جو بصورتِ رنج والم وتکلیف ومصیبت ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) جمال سے مراد تجلّی لطف ورحمت ہے۔ تمام افعال وآثار خیرات وطاعات اور اعمالِ عبادات وحسنات کا مصدر اسی تجلی جمال سے وابستہ ہے۔

(۴) جلال سے مراد تجلی قہاری ہے۔ تمام افعال وآثار ضلالت وشرارت اور اعمالِ کثافت کا صدور اسی تجلیِ جلال سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۵) جمال سے مرتبہء وحدت اور جلال سے مرتبہء احدیت بھی مراد لیا گیا ہے۔

(۶) جمال سے التفاتِ محبوب اور جلال سے استغناء محبوب مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

سالک جب تزکیہ نفس کے بعد مقامِ معرفت پر فائز ہوتا ہے اور جذبہ وسلوک کی دونوں جہتوں سے حصہ پاتا ہے اور جمالی وجلالی صفتوں کے ساتھ تربیت پاتا ہے تو اس کو ذات حق سبحانہ وتعالی کے ساتھ محبت ذاتی کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اس مرتبے میں اسے جمال اور جلال دونوں یکساں نظر آتے ہیں۔ کیونکہ جمال اور جلال دونوں اللہ تعالیٰ کے فعل ہیں۔ محبوب کے فعل بھی محبوب ہوتے ہیں۔ اسی لئے جمال وجلال کی خصوصیات اس کی نظر سے اوجھل رہتی ہیں اور اس کی ساری توجہ صرف محبوب کی طرف رہتی ہے۔ (مکتوب ۶، البینات جلد ۱ صفحہ ۲۵۷ تا ۲۶۰)

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں:

چون حدوثِ این قضیۂ نزول پُر زود بود وحقیر را بواسطۂ تناول جلاب ضعفے طاری شدہ بود بانجام کار این نزول نپر داخت ان شآء اللہ تعالیٰ ظاہر خواہد شد۔

ترجمہ: چونکہ نزول کے اس معاملہ کا واقع ہونا قوی اور زور دار تھا اور اس حقیر کو اسہال (جلاب آور دوا) لینے کی وجہ سے کمزوری لاحق ہوگئی تھی، اس لئے نزول کے نتیجہ میں مشغول نہیں ہوا، ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ظاہر ہوجائے گا۔

شرح: آپ کے اس فرمان سے دو امر ثابت ہوئے پہلا یہ کہ راہِ طریقت میں سالک کے لئے مجاہدہ وریاضت کے ساتھ ساتھ شیخ کی باطنی توجہات بھی ضروری ہیں اور اس کے لئے سالک کو کمالِ اہتمام اور اخلاص کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سالک کو جس طرح عروجی مراتب میں مرشد کی توجہ درکار ہے اسی طرح نزول کے مرتبوں میں بھی خصوصی توجہ کی ضرورت باقی رہتی ہے اور سالک (مرید) کسی وقت بھی اپنے شیخ کی توجہات سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

دوسرا یہ کہ باطنی امور کے کشف وظہور میں صرف ہمت اور وظائف طریقت کی ادائیگی کے معاملات کے لئے سالک کی ظاہری جسمانی صحت وتندرستی بھی لازمی ہے کیونکہ جسمانی صحت روحانی صحت پر اثرانداز ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت اور طب نبوی ﷺ میں حفظانِ صحت کے اصول و قواعد بتائے گئے اور معاملاتِ زندگی میں اعتدال وتوازن کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے۔

سالک کو چاہیئے کہ وظائفِ عبودیت بجالانے اور آدابِ طریقت ادا کرنے کے لئے جسمانی صحت و علاج معالجہ کے اصولوں پر بھی مکمل طور پر کاربند رہے۔ حدیث نبوی ﷺ فان لجسدک علیک حقا (تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے) اسی امر پر دال ہے۔

ہمارے مشائخ کے نزدیک عبادات ومعاملات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ رزق، صحت

اور دوا جیسی نعمتوں کا بھی مناسب اہتمام واستعمال ہونا چاہیئے، غیر شرعی جسمانی مشقتوں اور غیر مسنون چلوں وریاضتوں کے ذریعے روحانی ترقی حاصل کرنے کی بجائے سنت وشریعت پر عمل کر کے روحانی ارتقاء حاصل کرنا چاہیئے چنانچہ عزیمت پر عمل کرنا خصوصیتِ نقشبندیہ میں سے ہے۔

(مکتوب ۱۷، البینات جلد ا صفحہ ۵۱۳ تا ۵۱۴)

حضرت پیر حافظ عبد الکریم نقشبندی عیدگاہ شریف والے کی جب کسی طالب پر نظر پڑتی تھی اس کا حال متغیر ہوجاتا تھا اور بے خودی اور جذب ومحویت کے آثار ظاہر ہوجاتے تھے۔

(کنز القدیم فی آثار الکریم ص ۱۹)

ایک ہی توجہ کی نگاہ سے موت آپڑی:

حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری لکھتے ہیں۔

نقل است کہ بوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ مریدی داشت عظیم گرم وصاحب وجد ہر دو بیامدند بہ بسطام کہ چشم مرید بوتراب بر بایزید افتاد بلرزید، ودر حال خشک شد وبمرد، شیخ گفت درنھاد این جوان کاری بود ہنوز وقت کشف آن نبود در مشاہدہ بایزید آن کار بہ یکبار برا و افتاد طاقت نداشت فروشد۔

شیخ ابوتراب کا ایک مرید بڑا گرم اور صاحب وجد تھا ایک دن شیخ ابوتراب اس کو سلطان العارفین حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے۔ جب سلطان العارفین حضرت ابویزیدؒ کی نظر اس مرید پر پڑی تو مرید زمین پر گر پڑا اور تڑپ کر واصل بحق ہوگیا۔ سلطان العارفین حضرت شیخ ترابؒ نے کہا کہ حضرت ایک ہی نگاہ اور موت تو آپ نے فرمایا ابوترابؒ اس نوجوان کے بدن میں ایک نور تھا جس کا افشاں ہونے کا ابھی تک وقت نہیں آرہا تھا حضرت سلطان العارفین حضرت ابویزیدؒ کی نگاہ توجہ سے وہ فوراً افشاں ہوگیا اسے اس جلال کی قوت برداشت نہ تھی اس نے دم توڑ دیا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص ۱۵۳)

حدیث فعلی میں توجہ اور تصرف کی مثال:

حضور اکرم ﷺ جب غارِ حرا میں تھے۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور تین بار فرمایا اقرآ دو دفعہ حضور ﷺ نے جواب دیا ما انا بقاری۔ مگر تیسری بار حضرت جبریل علیہ السلام نے سینہ سے لگا کر چھوڑا تو حضور ﷺ نے پڑھنا شروع کر دیا۔

بخاری کی اس حدیث کی شرح میں عارف کامل محدث اجل عبداللہ ابن ابی جمرہؒ نے فرمایا ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاخذنی فغطنی۔ الخ فیه دلیل علی ان اتصال جرم الغاط بالمغط وضمه الیه تحدث به فی الباطن قوة نوریة متشعشعة تکون عونا علی حمل مایلقی الیه لان جبریل علیه السلام لما اتصل جرمه بذات محمد السنیة حدث له بذلك ماذکرناه وهو حمله ما القی الیه ووقوفه لسمع خطاب الملك ولم یکن قیل له ذلك وقد وجد ذلك اهل المیراث من اهل الصوفة المتبعین المحققین۔ (بهجة النفوس ص۱۶ ج۱)

ترجمہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دبانے والے کا اتصال اس کے جسم سے ہوا جسے بھینچا گیا۔ جو ایک طریقہ حصول فیض کا ہے۔ تو اس جسم کے اتصال سے باطن میں ایک قوت نورانیہ پیدا ہو جاتی ہے اور اس قوت سے دوسرا شخص اس بوجھ کے اٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب جبریل علیہ السلام کا جسم مبارک رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے متصل ہوا تو اس میں وہ کیفیت نورانیہ پیدا کر دی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ مزید یہ کہ فرشتہ کی آواز سنی جو اس سے پہلے نہ سنی تھی۔ اور متبعینِ سنت اور محققین صوفیاء جو اصل وارث ہیں نے یہی طریقہ حاصل کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کے تحت لامع الدراری علی جامع البخاری میں لکھتے ہیں:

شاہ عبدالعزیز اور توجہ کی اقسام اربعہ

واجادشیخ مشائخنا الشاه عبدالعزیز فی تفسیره فی حکمة هذه الضغطة فقال مامعربه ان هذه الضغطة کانت الانشاء اثر روحانیة جبرئیل علیه السلام فی روحه ﷺ وذالك ان تاثیر المشائخ الکاملین فی نفس الاخر الذی یعبرونه فی اصطلاحهم بالتوجه علی اربعة انحاء الاول تاثیر انعکاسی مثاله رجل لطخ علی جسده طیبا کثیرا ومعطرات غالیة یفوح منها الریاح الطیبة الکثیرة فجلس فی مجلس وحوله عصابة تمتعوا بهذه الریاح وتدخل هذه الریاح الطیبة فی مشامهم فیتاثرون بها وهذا اضعف التاثیرات لان اثره یبقی ماداموا فی مجلس هذا الشیخ والثانی تاثیر القاء بمنزلة رجل اخذ سکرجة والقی فیها من الزیت والفتیلة وذهب عند الشیخ فاخذ منه لهبا نور مصباحه کان الشیخ القی فیه انواره وهذا اقوی من الاول اذ یبقی اثره بعد صدوره من مجلس الشیخ ومع ذالك لو عارض مصباحه شیئ من الریح الشدید وغیره اطفیٰ نوره وایضا لا یکون فی هذا النوع مزید اصلاح لنفس المرید لانه لم یوثر فیه الشیخ الا بالقاء نوره فمدار اصباحه علی نظافة زیته وجودة فتیلته ان کانتا اجود کان الضیاء ایضا جیدا والا فلا۔ الثالث تاثیر اصلاحی بمنزلة رجل حفر نهراً واصلح صنعته واوصله الی البحر لیجری منه الماء فی نهره وجعله فی نزول عند البحر حتیٰ یجری منه السیل فی نهره بالسرعة والشدة وهذا التاثیر اقویٰ من الاولین فان فیه یزول العوارض المانعة من جریان الماء کالتراب

والاوراق وغيرذالك فانهاتسيل مع الماء الاان يقع عارض فى النهرمن الخرق والنقب وغيرذالك۔ الرابع تاثيراتحادى بان يجعل روحه الحامل للكمالات العلية متحدابروح المسترشدبالقوة والشدة والضغطة ومعلوم ان هذاالتاثيراقوى التاثيرات السابقة وذكرفى ذالك قصة معروفة لشيخ مشائخناالنقشبندية الخواجه باقى بالله شيخ حضرت المجددالف ثانى ؒ التى وقعت مع الطباخ الذى هيأضيافة اضياف شيخ المشائخ ؒ قال الشيخ فغطة جبرئيل عليه السلام كان من هذاالقبيل حتى تاثرروحه الشريف بروحانية جبرئيل عليه السلام الملكية واصطبغ به اصطباغاتاماًقلت وهذاتوجيه لطيف لاينكره الامن جهل هذاالطريق۔

ترجمہ: شیخ المشائخ الشاہ عبدالعزیزاپنی تفسیرمیں اس حدیث کی حکمت میں اپنی کتاب میں ارشادفرماتے ہیں کہ کچھ دبانااس لیئے تھا کہ جبرائیل علیہ السلام کی روحانیت حضورعلیہ السلام کی روح میں شامل ہو جائے اس لیئے کہ کاملوں کی تاثیرجودوسرے کے اندراثر پیدا کرتی ہےجس کواہل طریقت کےعرف میں توجہ کہتے ہیں چارطرح سے ہوتی ہے۔

اول: تاثیرانعکاسی وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص خوب عطرلگا کرمجلس میں آوے اوراس عطرکی خوشبوسب ہمنشینوں کے دماغ کومعطرکردے پس یہ قسم سب قسموں میں توجہ کی ضعیف ہے کیونکہ اس کااثرتب تک ہی ہے جب تک اس کی صحبت ہے بعداس کے کچھ باقی نہیں رہتا۔

دوسری: تاثیرالقائی : وہ اس قسم کی ہے جیسے کوئی شخص بتی اورتیل دیے میں ڈال کرلایااوردوسرے شخص کے پاس آگ تھی اس نے اس کوروشن کردیاپس چراغ تیارہوگیااس قسم کی تاثیرالبتہ کچھ قوت رکھتی ہے کہ سیکھنے سکھانے کی صحبت کے بعدبھی اس کواثرباقی رہتا ہےلیکن جب

کوئی صدمہ پہنچاجیسے آندھی یامینھ یا کوئی اورآفت تواسکا اثرجاتارہتاہے کیونکہ یہ تاثیرنفس اور لطیفوں کودرست نہیں کرسکتی ہے جیسے خام تیل اوربتی اوردیے کوفقط شعلہ سنوارنہیں سکتا۔

تیسری: تاثیراصلاحی: اس کی مثال گویا کہ ایک شخص کی ہے کہ جوایک نہرکھودکراس کودرست کرتاہے پھردریاتک پہنچاتاہےتا کہ دریاسے اس نہرمیں پانی آجائےاوراس نہرکودریاسے نیچے کردیتاہے تاکہ دریاسےاس میں پانی شدت اورتیزی سے آجائے کیونکہ اس میں پانی کوروکنےوالی اشیاءمثلاًمٹی، پتےاورخس وخاشاک پانی کے بہاؤکے ساتھ بہہ جاتی ہیں ہاں اگرنہرمیں کوئی پھٹن یاسوراخ ہوتوپھرپانی کانقصان ہوگا۔اس قسم کی تاثیرپہلی دوتاثیروں سے بہت قوی ہےاسی طرح نفس کی اصلاح اورستھرائی لطیفوں کی بھی اس میں ہوتی ہےلیکن خزانے (دل) کی استعدادراہ کی مسافت کےموافق فیضان ہوتاہے نہ کنوئیں اوردریاکے برابراوران سب باتوں کے ساتھ بھی اگرخزانے (دل) میں کچھ آفت یافتورواقع ہوجائے توالبتہ نقصان پڑجاتاہے

چوتھی تاثیراتحادی: کہ شیخ اپنی روح باکمال کوطالب کی روح کےساتھ خوب زورسےملاوے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب میں اثرکرجاوے اوریہ مرتبہ سب قسم کی تاثیروں سے زیادہ ترقوت رکھتاہے کیونکہ صاف معلوم ہوتاہے کہ ایک ہوجانے سے دونوں کے جوکچھ کہ شیخ کی روح میں ہے طالب کی روح میں سماجاتاہےاورباربارحاجت فائدہ لینےکی نہیں رہتی ہےسواولیاءاللہ میں اس قسم کی تاثیربہت کم پائی گئی ہے چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سےمنقول ہے کہ ایک روزآپ کےمکان پرکئی مہمان آگئےاوراس روزآپ کے ہاں کچھ کھانے کی قسم سےموجودنہ تھااس واسطے ان کوکمال تشویش ہوئی اوران کےکھانےکی تلاش کرنے لگےاتفاقاًایک نان بائی کی دکان آپ کے مکان کے متصل تھی اس نے اس بات کی خبرپاکرایک خوان روٹیوں کا بھراہواروٹیوں کاخوب مکلف مرغن نہاری کے ساتھ آپ کے سامنے لاکرحاضرکیاآپ اس کودیکھ کرنہایت خوش ہوئے

اورفرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اس نے عرض کی کہ مجھ کو اپنے جیسا کردیجئے فرمایا کہ تو اس حالت کا تحمل نہ کرسکے گا کچھ اور مانگو مگر وہ اسی بات کا سوال کئے جاتا تھا اور خواجہ انکار کرتے تھے جب وہ بہت سی عاجزی کرنے لگا تو ناچار ہوکر اس کو اپنے ساتھ حجرے میں لے گئے اور توجہ اتحادی اس پر کی جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ میں اور اس نان بائی کی صورت شکل میں کچھ فرق باقی نہ رہا تھا لوگوں کو پہچاننا مشکل پڑا تھا لیکن اس قدر تھا کہ خواجہ ہوش میں تھے اور وہ نان بائی بے ہوش اور سرشار القصہ اس نان بائی نے تین روز کے بعد اسی سکر اور بے ہوشی میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ ۔حاصل کلام کا یہ ہے کہ تاثیر جبرئیل علیہ السلام کی اس بھینچنے میں تاثیر اتحادی تھی کہ اپنی روح لطیف کو بدن کے مساموں کی راہ سے آنحضرت ﷺ کے بدن میں داخل کرکے آپکی روح مبارک سے ملادی اور شیر وشکر کے مانند گھل مل گئیں تو ایک عجیب حالت ملکیت اور بشریت کے درمیان میں پیدا ہوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی ۔اور جو توجیہ بیان کی گئی حدیث مبارکہ کی بہت ہی لطیف ہے اور اس کا انکار نہیں کرتا مگر وہ جو اس طریق سے بے خبر ہو۔

(لامع الدراری علی جامع البخاری جلد ا ص ۵ ،تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۲۴۵ سورۃ علق ،فتاوٰی عزیزی ص ۱۰۰ ایچ ایم سعید کمپنی)

توجہ شیخ اور فقہاء:

تصوف وسلوک کی خصوصیت میں سے منازل سلوک اور مقامات سلوک طے کرنا ہے جیسے کہ شامی ج ۴ ص ۲۳۹ پر ہے الطریقۃ ھی السیرۃ المختصۃ بالسالکین الی اللہ تعالیٰ من قطع المنازل والترقی فی المقامات۔

ترجمہ:اوراس مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ شیخ کامل کی توجہ ہے اور یہ ذریعہ محض ایجاد بندہ نہیں بلکہ اس کی اصل حدیث میں موجود ہے چنانچہ فتح الباری شرح بخاری ج ص ۸۹

وقال ھذا القدر من الحدیث اصل عظیم من اصول الدین وقاعدۃ مھمۃ من قواعد المسلمین وھو عمدۃ الصدیقین وبغیۃ السالکین و کنز العارفین واداب الصالحین وقد ندب اھل التحقیق الی مجالسۃ الصالحین لیکون ذالک مانعا من التلبس بشئ من النقائص احتراما لھم واستحیاًمنھم ۔

ترجمہ:فرمایا یہ حدیث (جبرئیل یا حدیث حسان رضی اللہ عنہ)اصول دین میں سے عظیم اصل ہے ۔اور قواعد مسلمین میں سے ایک اہم قاعدہ ہے ۔اور یہ حدیث صدیقین کی معتمد علیہ اور سالکین کی مطلوبہ چیز ہے ۔اور عارفوں کا خزانہ اور صلحاء کے آداب میں سے ہے ۔حقیقت یہ ہے کہ علماء محققین نے صلحاء کی مجالس کی ترغیب دلائی ہے تاکہ ان اولیاء اللہ وصلحاء کی مجلس ،عیوب ونقائص پیدا ہونے میں رکاوٹ بن جائے جس کی وجہ ان صلحاء کا احترام یا ان سے حیا کرنا ہوگا۔ (فتح الباری شرح بخاری ج ص ۸۹)

اور تحفۃ الباری میں توجہ صوفیاء کا واضح ثبوت بیان ہوا ہے ۔

فاخذنی وغطنی ای ضمنی وعصرنی قال علماء الشریعۃ کان ھذا الغط ضربا من التنبیہ لاحضار القلب لیقبل بکلیۃ الی مایلقی الیہ وعلیہ وقال علماء الطریقۃ کان ھذا الغط توجھا باطنیا لایصال الفیض الروحانی وتغلیب الملکیۃ عن البشریۃ ۔

ترجمہ:پس جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پکڑا اور سینہ سے لگایا اور بھینچا۔علماء ظواہر کہتے ہیں کہ یہ بھینچنا دل کو متوجہ کرنے کیلئے ایک قسم کی تنبیہ تھی کہ جو چیز قلب پر القاء ہو وہ اسے قبول کرلے اور علماء طریقت کہتے ہیں کہ یہ سینے سے لگانا حصول فیض کیلئے باطنی توجہ تھی اور بشریت پر ملکیت کو غالب کرنا مقصود تھا۔

قیل الغط الاول فیتخلی عن الدنیا والثانیۃ یستفرغ لما یوحیٰ الیہ الثالثۃ

للموانسةومثل هذاالتصرف الباطنى ثابت بالكتاب والسنة وعليه السادة الصوفية قال الله عزوجل اذيوحى ربك الى الملائكة انى معكم فثبتوا الذين امنوا اى بالقاء الخضية والتوجهات الباطنية ۔

پہلی مرتبہ بھینچنے سے مقصد دل کو دنیا سے خالی کرنا تھا، دوسری مرتبہ وحی کیلئے دل کو فارغ کرنا تھا اور تیسری مرتبہ انس پیدا کرنے کیلئے تھا۔ اسی طرح تصرف باطنی قرآن وسنت سے ثابت ہے اور اسی پر صوفیائے کرام کا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تیرے رب نے فرشتوں کی طرف وحی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور ایمانداروں کوثابت قدم رکھو یعنی القاء اور توجہ باطنی سے ثابت قدم رکھو۔

(تحفۃ الباری جلد۱ ص۲۱)

فائدہ: ہمارے سلسلہ میں اس فعلی حدیث کی روشنی میں سالک پر ابتداء میں تین بار توجہ کی جاتی ہے اور یہی طریقہ ہمارے ہاں متوارث چلا آرہا ہے ۔

مشکوۃ میں حدیثِ حضرت ابی بن کعب ؓ کا واقعہ ان کی زبانی مذکور ہے

فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ غَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفِضْتُ عَرَقًا وكأنما أنظر إِلَى الله عزوَجل

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب ؓ فرماتے ہیں کہ اسلام کی تکذیب زمانۂ جاہلیت سے بھی زیادہ میرے دل میں واقع ہوگئی۔ جب رسولِ اکرم ﷺ نے مجھ پر چھاتی ہوئی کیفیت دیکھی تو میرے سینے پر دست اقدس مارا تو میں پسینہ پسینہ ہوگیا۔ حالت یہ ہوگئی کہ گویا میں اپنے رب کو دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح مسلم، رقم: مشکوۃ المصابیح، رقم: ۲۲۱۳)

علامہ علی بن سلطان محمد القاری، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ فرماتے ہیں:

فَلَمَّا نَالَهُ بَرَكَةُ يَدِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - زَالَ عِنْهُ الْغَفْلَةَ وَالْإِنْكَارَ وَصَارَ فِي مَقَامِ الْحُضُورِ وَالْمُشَاهَدَةِ اه.

ترجمہ: حضور ﷺ کے دستِ مبارک کی برکت سے صحابی کی غفلت زائل ہوگئی اور فوراً ہی مقام حضور و مشاہدہ حاصل ہوگیا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب، فضائل القرآن، باب، اختلاف القراءت، ج۵، ص۹۳، المکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ)

وعن ابی بن کعب قال :قال رسول الله ﷺ یا ابا المنذر! اتدری أی آیة من کتاب الله تعالیٰ معک اعظم؟ قلت :الله ورسوله اعلم، قال :یا ابا المنذر! أتدری أیّ آیة من کتاب الله تعالیٰ معک أعظم؟ قلت :اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (بقرہ ۲۵۵) قال :فضرب فی صدری وقال لیهنک العلم یاأبا المنذر" (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابومنذر کیا تمہیں معلوم ہے کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے عظیم ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا :اے ابومنذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ میں نے کہا :اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پہ مارا اور فرمایا اے ابوالمنذر، خدا کرے تمہارا علم خوش گوار ہو۔

اس حدیث شریف کے تحت العلامہ المحدث عبدالحق الدہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں :**وفی الحقیقة کان درکه ایضاً من تصرفه ﷺ وتعلیمه فی الباطن۔** یعنی حقیقت میں ان کے سینے میں علوم کا آنا، یہ آپ ﷺ کے تصرفات میں سے تھا اور علم باطن کی تعلیم تھی۔

(لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح، جلد ۴ ص ۵۴۶)

علامہ ابوزہرا اویس بن عبداللہ المجتبیٰ الحسینی لکھتے ہیں:

التوجہ:

بعدفتح مکة همّ فضالة بن عمير أن يقتل رسول الله ﷺ وهويطوف بالبيت،فلمادنامنه قال له رسول الله ﷺ :اى فضالة ،قال:نعم يارسول الله ﷺ فقال :ماذا كنت تحدث به نفسك؟قال:لاشئ، كنت اذ كر الله ،فضحك النبى ﷺ ثم قال :(استغفرالله)،ثم وضع يده على صدره فسكن قلبه وكان فضالة ،يقول :والله مارفع يده عن صدرى حتى ماخلق الله شيئاًاحب منه۔وتأثيره ﷺ بمجردتوجيه نظره اِلى شخص فى السنة كثير،وهذه الافاضة ممايتوارثه الأولياءعن سيدالمرسلين ﷺ فيستطيعون بأذن الله أن يز كوامريدهم المستعدين لذلك بافاضة الأنوار على قلوبهم حتى تخلص وتز كوانفوسهم۔

ترجمہ:توجہ :فتح مکہ کے بعدفضالہ بن عمیر نے قصداورارادہ کیا کہ آپ ﷺ مبارک کوقتل کردے اورآپ ﷺ مبارک طواف فرمارہے تھے جب وہ آپ ﷺ کے قریب پہنچا توآپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اے فضالہ؟ تواس نے جواب دیا،جی یارسول اللہ ﷺ توآپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے دل میں کیاسوچ رہے ہو؟توفضالہ نے کہا کہ کچھ نہیں میں تواللہ کاذکرکررہاہوں ۔توآپ ﷺ مبارک مسکرانے لگے پھرفرمایااللہ سےتوبہ کر۔پھرآپ ﷺ مبارک نے اپنادست مبارک اس کے سینے پر رکھاپس اس کے دل کو سکون اورقرارملا۔فضالہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ! آپ ﷺ نے اپنادست مبارکہ میرے سینے سے اٹھایاہی نہیں تھاحتی کہ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب مجھےآپ ﷺ کی ذات ہوگئی۔آپ ﷺ کی تاثیرخالص کسی کی طرف دیکھنے کے ساتھ احادیث مبارکہ میں کثرت کے ساتھ مروی ہے۔اور یہ افاضہ (یعنی توجہ) وراثت میں اولیاء کرام کوملی ہے آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے۔تو یہ طاقت رکھتے ہیں اللہ تعالی کے اذن سے کہ یہ مریدین مستعدین کاتزکیہ کریں انوارکے فیضان سےان کے دلوں پر۔یہاں تک کہ مخلصین اوران کاتزکیہ نفوس ہوجائے۔

(الاشارات السنية لسالكى الطريقة النقشبندية ص٤٦انظرالقصة فى البداية والنهاية لابن كثيرج ٤ص ٣٠٨)

فائدہ:

١۔توجہ کرنے کی غرض وغایت،سالکین کے دلوں سے غفلت کودور کرنااورنورایمان کوتیز کرناہوتا ہے

٢۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ توجہ سے انکشاف ہوجاتا ہے۔

٣۔مجاہدات اور ریاضت کے ذریعے سالہا سال اتنا فائدہ نہیں ہوتا جوشیخ کی تھوڑی سی توجہ سے حاصل ہوجاتا ہے۔

٤۔شیخ کی توجہ کے بغیرمحض مجاہدات سے منازل سلوک طے نہیں ہوسکتے کیونکہ سلوک اورتصوف ،القائی اورانعکاسی عمل ہے۔

٥۔توجہ کے لئے قلب میں قبولیت کی استعداد کاہوناضروری ہے۔